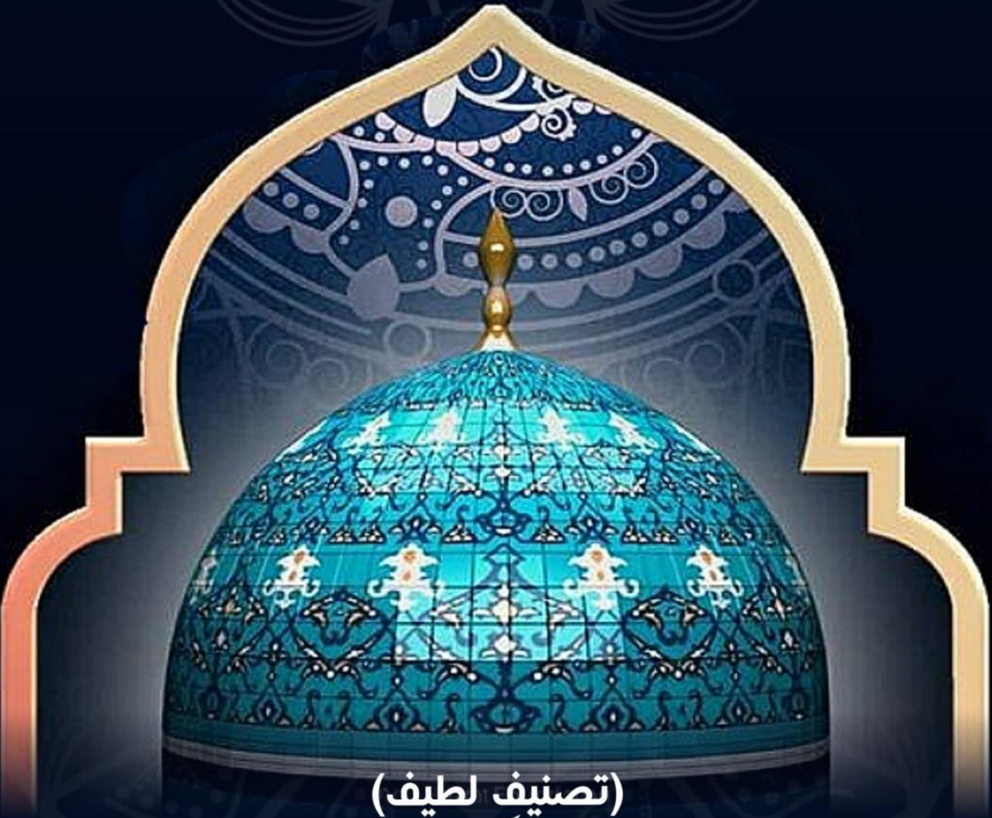
اَلتَّحقِیقُ الْاَفْخَمُ فِیْ عُرس الْغَوثِ الْاَعْظَم رضی اللہ عنہ

المعروف

دلائلِ گیارھویں شریف



(تصنیفِ لطیف)

حضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ

Uwaisi Books
www.faizahmeduwaisi.com

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ﷺ

امابعد! فقیر قادری ابوالصّالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غُفرلَہٗ 'سیّدنا غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ پر اِعتراضات کے جوابات میں رسالہ ''اَلْتَحْقِیْقُ الْاَفْخَمْ فِیْ عُرس الْغَوْثِ الْاَعْظَم رضی اللّٰه عنه'' (عرف) دلائل گیارہویں شریف لکھ کر ہدیہ ٔناظرین کرتا ہے۔

تمھید

ہم اَہلسنّت کو حضور شہنشاہِ وِلایت غَوثُ الثَّقَلَیْن سیّدنا مُحی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے خُصوصی نسبت وعقیدت ہے اِسی وجہ سے جس تاریخ کو آپ رضی اللہ عنہ کا وِصال ہوا اُسی تاریخ کو ہم گیارہویں شریف سے مَوسُوم کرکے خیرات کا اِہتمام کرتے ہیں اُس دن فُقراء اور مَساکین کو کھانا کھلایا جاتا ہے، اِیصالِ ثواب کے طور پر دودھ تقسیم کرتے ہیں، محفلیں مُنعَقِد کی جاتی ہیں اور شَمعِ غَوثِیّت کے پروانے تاجدارِ جیلان رضی اللہ عنہ کی بارگاہ مُقدَّس میں نذرِ عقیدت پیش کرتے ہیں اِس سلسلہ کو اِتنی وُسعَت ہوئی کہ اِسلامی حَلقوں میں گیارہویں شریف کے نام سے یہ طریقہ مشہور ہوا ہے اِس کے اِثبات میں دلائل قرآن واَحادِیث کی روشنی میں ہدیہ ٔناظرین کرتے ہیں۔

؎ شاید کہ اُتر جائے کسی کے دل میں میری بات

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غُفرلَہٗ

بہاول پور، پاکستان

مقدمہ

(1) اِس مسئلہ میں دورِ سابق میں کسی فرقے سے اِختلاف مَنقول نہیں وہابی، نجدی تحریک سے ہمارے ہِند (انڈیا) وپاکستان میں جب سے غیر مُقلّدین (وہابی) اور اُن کے باقی رشتے دار دیوبندی، اَحراری، تبلیغی، کانگریسی، مَودُودی، غلام خانی، نَیچری وغیرہ وغیرہ جب سے پیدا ہوئے جہاں دوسرے مَسائل میں اِختلاف کیا، مسئلہ گیارھویں میں نہ صرف اِختلاف کیا بلکہ بہت سے بد دماغ گیارھویں کا نام سُن کر چِڑتے ہیں اور بہت سے بدبخت گیارھویں کے ختم کو مَعاذَاللہ حرام اور خنزیر وغیرہ سے تَعبیر کرتے ہیں۔

(2) گیارھویں شریف میں مندرجہ ذیل اُمور ہوتے ہیں۔ شیرینی یا دودھ یا بکرا وغیرہ کا گوشت پکا کر فُقَراء اور اَحِبّاء واَعِزّہ اَقارِب کے اِجتماع میں قرآن مجید کی آیات پڑھ کر غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ اور اُن کے سلسلہ کے اَولیاء وعوام کی اَرواح کو ثواب بخش دیا جاتا ہے۔ فرداً فرداً (ایک ایک کرکے) مخالفین ہر مسئلہ پر ہمارے ساتھ مُتَّفِق ہیں صرف اُنہیں چند باتوں سے ضد ہے جنہیں تفصیل سے بعد میں عرض کیا جائے گا۔

(۳) جہاں جہاں اِسلام پھیلا وہاں غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کے نام لیوا بھی پہنچے اب جہاں آپ کو مسلمان ملے گا وہاں گیارھویں والے پیر کا مُرید بھی ملے گا اور بِفَضْلِہٖ تعالیٰ اَسلاف میں ایسے اکابِر گیارھویں شریف کے پابند ملیں گے جن کے مخالفین صرف اَسماءِ گرامی سُن کر سرنِگوں (شرمندہ) ہو جاتے ہیں۔ چند ایک حضرات کے اَسماء مَع اُن کی تَصریحات مُلاحظہ ہوں۔

(۴) اِمام یافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب قرۃ النّاظرہ کے صفحہ ۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں:

"ذکر یازدہم حضرتِ غوث الثقلین بود اِرشاد شد اصل یازدہم ایں بود کہ حضرت غوثِ صمدانی بتاریخ یازدہم رَبیع الآخر فاتحہ بہ چہلم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کردہ بودند آں نیاز آنچناں مقبول مقبول و مطبوع افتاد کہ درہرماہ بتاریخ یازدہم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مقرر فرمودند و دیگر اتباع حضرت غوث پاک بہ تقلید وے یازدہم می کردند آخر رفتہ رفتہ یازدہم حضرت محبوب سبحانی مشہور شد الحال مردم فاتحہ حضرت شاں دوازدہم می کند و تاریخ وصال حضرت محبوب سبحانی ہفت دہم ربیع الثانی بود۔"[1]

ترجمہ: حضرت محبوبِ سبحانی قُطبِ رَبّانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی گیارھویں شریف کا ذکر تھا۔ اِرشاد ہوا کہ گیارھویں کی اصل یہ تھی کہ حضرت غوثِ صَمدانی رضی اللہ عنہ حضور سراپا نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چالیسویں کا ختم شریف ہمیشہ گیارہ ماہِ رَبیع الآخر کو کیا کرتے تھے۔ وہ نیاز اِتنی مَقبول و مَرغوب (من پسند) ہوئی کہ بعد اَزاں آپ رضی اللہ عنہ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو ہی نبی کریم رَءُوف رَحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ختم شریف اور نیاز دلانے لگے۔ آخر رَفتہ رَفتہ (آہستہ آہستہ) یہی نیاز حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی گیارھویں شریف مشہور ہوگئی۔ آج کل لوگ آپ رضی اللہ عنہ کا عُرس مبارک بھی گیارہ تاریخ کو کرتے ہیں حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وِصال سَترہ (۱۷) رَبیع الآخر ہے۔"

فائدہ: معلوم ہوا کہ گیارھویں شریف اصل میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا عُرس مبارک ہے جو غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہوگیا ہم عُرس کی بحث میں علیحدہ کریں گے۔

(۵) حضرت شیخ عبد الحق مُحَدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (یہ وہی شیخ عبد الحق قُدِّسَ سِرُّہٗ ہیں جن کی خود حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دستار بندی کرکے شیخ الحدیث بنا کر بھیجا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے اِقْلیم ہِند (خطۂ ہِند) کے عُلَماء کہلوانے والے بریلوی، دیوبندی، غیر مُقلّدین بَہرہ وَر (اقبال مند) ہوئے یہ وہی شیخ ہیں جن کو

[1] (قرۃ النّاظرۃ وخلاصۃ المفاخرہ، (فارسی)، ۱/۱۱، مطبع السلطانی بدار الاقبار بوفال ۱۹۱۹ء)

حضور ﷺ کی ہر وقت زیارت ہو جاتی تھی اِسی لئے اُنہیں حضوری ولی کہا جاتا ہے خود اَشرف علی تھانوی نے مانا ہے دیکھو "الافاضاتُ الیومیہ"[۲] اپنی کتاب "ماثبت بالسنتہ" صفحہ ۶۸ میں فرماتے ہیں:

"قداشتهر فی دیار فاهذا الیوم الحادی عشر وهو المتعارف عند مشائخنا من اهل الهند من اولاد۔"[۳]

ہمارے ملک میں گیارہویں شریف کا دن مشہور ہے اور یہی ہمارے مشائخ جو پیرانِ پیر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں کے نزدیک مُتعارَف (مشہور) ہے۔اِسی طرح پیر و مُرشِد سیّد نا سیّد بہی رَضی الوصی ابو المحاسن نے سیّد نا شیخ کامل عارفِ مُعَظّم مُکَرّم ابو الفتح شیخ حامد حَسَنی جیلانی نے اورادِ قادریہ سے نقل کیا شیخ مُحَقِّق قُدّسَ سِرُّہٗ نے اِسی مقام پر آپ کے گیارہویں کو حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کا عُرس قرار دیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وِصال بھی گیارہ رَبیع الآخر ہی لکھی ہے۔ماثبت بالسنہ، صفحہ ۱۲۷ میں تحریر فرمایا کہ

"هوالذی ادرکنا علیه سیّدنا الشیخ الإمام العارف الکامل الشیخ عبدالوهاب القادری المتقی فانه قُدّسَ سِرُّهٗ کان یحافظ فی یوم عربیه هذا لتاریخ اوعلی مارآی من شیخهٖ الشیخ الکبیرعلی المتقی اومن غیره من المشائخ رحمهم الله۔"[۴]

یعنی یہ وہ تاریخ ہے کہ جس پر ہم نے شیخ کامل عارف عبد الوہاب قادری رحمۃ اللہ علیہ کو پایا ہے یہ حضرت ہمیشہ اِسی تاریخ کو حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کا عُرس شریف کیا کرتے تھے یا اِس سبب سے کہ اپنے پیر و مُرشِد شیخ الکبیر علی مُتّقی یا اور کسی بزرگ کو دیکھا ہے۔[۵] یہی شیخ مُحَقّقِ بَر حَق فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ اَمان پانی پتی علیہ الرحمۃ جو کہ اُولیائے کرام میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔رَبیع الثانی کی دس (۱۰) تاریخ کو حضرت غَوثُ الثَقَلین رضی اللہ عنہ کا عُرس کرتے تھے۔

حضرت مُلّا جیُون رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مُلّا محمد علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "وجیز الصراط" میں فرماتے ہیں کہ دیگر مشائخ کا عُرس شریف تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غَوثُ الثَقَلین رضی اللہ عنہ کی یہ اِمتیازی (منفرد) شان ہے کہ بزرگانِ دین نے آپ رضی اللہ عنہ کا عُرس مبارک ہر مہینہ میں مُقرَّر فرما دیا ہے۔[۶]

گیارھویں کی سند: سیّد نا مُرشِد نا و مُرشِد شاہ عبد الحق حضرت موسیٰ پاک شہید قُدّسَ سِرُّہٗ نے تیسیر الشاغلین صفحہ ۱۰۰ میں لکھا کہ

"شیخی و مولائی وسیّدی وسندی وجدی حضرت قطب عالم شیخ عبدالقادرثانی که درزمان خود ثانی نداشت فرزند صوری ومعنوی وہم سجاده نشین وقائم مقام شیخ محمد قادری است درکتاب اورادِ قادریه خودبخط شریف نوشته ودر انجانص کرده که فوت غوثِ اَعْظَم یازده شہررَبیع الثانی است وبس وے شیخی ومُرشِدی و ابی سیّد حامد که ہم سجاده نشین وقائم مقام وہم خلیفه مطلق کامل مکمل جد خود حضرت شیخ عبدالقادرثانی بود ودرانجاکه مشہورآیّام عرائس مشائخ سلسله قادریه رابخط خود نوشته است۔عُرس حضرت غوثِ اَعْظَم تاریخ یازدہم رَبیع الثانی است۔" پھر لکھا ہے کہ "دیگر دربلادِ عرب و عجم سندھ و ہِند تاریخ یا زدہم شہررَبیع الثانی عُرس حضرت غوثِ اَعْظَم می کنند ه دریں روزاطعمه۔ مجالس و انواع خیرات تبرعات می نمایندواجماع و انعقاد عرب و عجم بریں تاریخ مُنْعَقِد شد۔"[۷]

---

[۲]) الافاضات الیومیه من الافادات القومیه۸۶/، اشرف المطابع، تهانه بهون(ضلع مظفر نگر، یوپی، بهارت)، طبع ۱۹۲۱ء

[۳]) ماثبت بالسنة، شهر ربیع الآخر، ۱۹۷/۱، دار الکتب العلمیه، بیروت، لبنان، الطبعة الاولی، ۲۰۱۸

[۴]) اخبار الاخیار اردو ترجمه ۵۱، مطبوعه اکبر بک سیلرز، اگست ۲۰۰۴ء

[۵]) ماثبت بالسنة، شهر ربیع الآخر، ۱۹۷/۱، دار الکتب العلمیه، بیروت، لبنان، الطبعة الاولی، ۲۰۱۸

[۶]) وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط، فارسی ۸۸، مطبوعه مکتبه قادریه، سن اشاعت ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء

[۷]) تیسیر الشاغلین، مترجم، ذکر وصال غوث پاک، ص۳۲، مطبوعه مکتبه قادریه، سن اشاعت ۱۴۳۲/ ۲۰۱۱

فائدہ: اِن عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ مشائخِ سلسلہ قادریہ وغیرہ ہر دور میں گیارہویں شریف کرتے رہے اور وہ مشائخ اُن فتویٰ باز مولویوں سے علم وعمل اور تقویٰ وطہارت میں کروڑہادرجہ نہ صرف بہتر تھے بلکہ آج کل اُن فتویٰ بازوں کو اُن کے ایک معمولی خادم سے نسبت دینا بھی اُن مشائخ کی شان کے خلاف ہے۔

وجہ تسمیہ گیارھویں: اِس سے ایک طرف دلائل سے واضح ہوا کہ قدیم الایّام (عرصئہ دراز) سے اَولیاءُ اللہ اور مشائخ فقہاء و مُحدِّثین و مُفسِّرین گیارہویں شیریف کرتے چلے آرہے ہیں۔ دوسری طرف اُس کا گیارہویں شریف کے نام سے مَوسُوم ہونے کی وجہ بھی معلوم ہوئی۔ اِس سے وہابیہ، دیوبندیہ کا وہم دور ہونا چاہیے جب کہ کہا کرتے ہیں کہ اُسے گیارہویں شریف کیوں کہا جاتا ہے۔ اُس کا ہم یہی جواب دینگے کہ

(1) چونکہ غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کے وِصالِ پاک کی یہی تاریخ ہے اِسی لئے اُس کے یومِ وِصال کو لفظی مُناسَبَت سے گیارہویں کے نام سے مَوسُوم کیا۔

(2) اِسی تاریخ کو اَولیاءِ کرام وفقہاء و مُحدِّثین رَحِمَہُم اللہ تعالیٰ حضور غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کا عُرس مبارک نہایت عقیدَت اور بڑے اِہتمام سے کرتے چلے آئے ہیں اِسی شُہرَت کی بناء پر اُسے گیارہویں سے مَوسُوم کیا گیا۔

(3) اِس کی اور وجہ بھی بتائی گئی ہے کہ پیرِ پیراں میرِ میراں سیّدنا غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ ہر گیارہویں تاریخ کو حضور سیّدُالاَنبیاء علیٰ نَبِیّنا وعلیہ السلام کا عُرس مبارک کیا کرتے تھے اِسی لئے غوث الاَعْظَم رضی اللہ عنہ کے شَیدائی (عاشق) بتقلید واِطاعت آنجناب گیارہویں کرتے ہیں چونکہ یہ اِنتساب بہ عالی جناب تھا اِسی لئے یہ گیارہویں پیرِ پیراں اور خود پیر صاحب گیارہویں والے مشہور ہوئے۔[۸]

(4) بعض کہتے ہیں کہ جس کی بارات کو سیّدنا غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ نے دریا سے نکالا تھا۔ اُس نے حضور غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ سے عقیدت کی بناء پر خیرات، صدقات بَروحِ غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ وافر درد وافر کئے اِسی لئے اِس نام سے گیارہویں مشہور ہے۔

(5) بعض کہتے ہیں کہ حضور غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کے مُریدین ملازمین کو دسویں تنخواہیں ملتی تھیں وہ سب کے سب اِسی تاریخ کو حضور غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کے نام اِیصالِ ثواب بہت زیادہ کرتے تھے۔ اِسی بناء پر اُسے گیارہویں کہا گیا۔[۹]

خلاصہ: اگرچہ گیارہویں شریف کی وَجہِ تَسمِیَہ (نام رکھنے کی وجہ) میں مختلف اَقْوال آئے ہیں لیکن میرے نزدیک دو (۰۲) قَول زیادہ مُعْتَبر اور قَرِینِ قِیاس (سمجھ میں آنے والے) ہیں۔

(1) حضور غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ نے حضور سرورِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عُرسِ مبارک پر مُداوَمَت (ہمیشگی اختیار) کررکھی تھی اُن کی مُداوَمَت پر وہ تادَمِ زِیست (زندگی کی آخری سانس تک) پھر بعدِ وِصال قیامت اُن کے عمل کو گیارہویں اور اُن کے اِسمِ گرامی کو گیارہویں والے کہا جانے لگا اور ان شاءاللہ کہا جائے گا۔

(2) چونکہ آپ رضی اللہ عنہ کا وِصال گیارہ تاریخ کو ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے وِصال شریف کی نسبت سے آپ رضی اللہ عنہ کے عُرس مبارک کا نام گیارہویں شریف پڑ گیا۔

سوال: تم نے کہا کہ غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کا وِصال گیارہ رَبیع الثانی کو ہوا حالانکہ بحر السرائر وماثبت بالسنتہ ودیگر کُتُب میں ہے کہ ۱۷ رَبیع الثانی سے ۱۸ رَبیع الثانی تک روایات ملتی ہیں۔ کسی نے ۹، کسی نے ۱۱، کسی نے ۱۳، کسی نے ۱۷، کسی نے ۱۸ ذکر کیا ہے؟

جواب: یہ تو غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کے متعلق اِختلاف ہے۔ یار لوگوں نے حضور سرورِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وِصال شریف میں بھی اِختلاف کیا ہے کسی نے 9 بتائی تو کوئی 18 رَبیع الاوّل کہتے ہیں۔ لیکن مُحدِّثین نے اِسی قَول کو لیا ہے جو مُعْتَبر ترین ہے یعنی بارہ رَبیع الاوّل ہے اسی طرح غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کے متعلق جُمہور کا قَول گیارہ تاریخ کا ہے باقی اَقْوال کے لئے لَا اَصْلَ لَہٗ فرمایا چنانچہ یہی شیخ عبدالحق مُحدِّث دہلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے ماثبت بالسنتہ میں گیارہ

---

[۸]) انوارالرحمن التنویر الجنان، فارسی، غوث اعظم ۸۱، مطبوعہ، فیض بخش، گنج مزار

[۹]) جاء الحق، حصہ اول، فاتحہ کا ثبوت، ۲۱۹/۱، مطبوعہ قادری پبلیشر لاہور، سن اشاعت ۲۰۰۳ء

تاریخ کو مُتَعَیَّن (خاص) کرکے ۱۷ ربیع الثانی کے قول کے لئے لکھا ''لَا اَصْلَ لَہٗ''[10] اور خاندانِ غوثیہ کے مُحقِّق ترین (ثابت شدہ) قول کو ہم نے پہلے لکھا ہے کہ وہ گیارہ تاریخ پر اِجماعِ اَولیاء لکھا اور مُتَعَدّد روایات میں یہی ثابت ہے چنانچہ شاہ عبد الحق دہلوی قُدّسَ سِرُّہٗ ماثبت بالسنتہ میں لکھتے ہیں: حضرت غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کا وِصال گیارہ رَبیع الثانی کو ہوا[11]۔ اس کا حوالہ ہم پہلے لکھ آئے۔ یہی شاہ صاحب قُدّسَ سِرُّہٗ ''اخبار الاخیار صفحہ ۲۴۲'' میں لکھتے ہیں کہ

''یازدہم ماہ رَبیع الآخر عُرس غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کرد''

یعنی رَبیع الآخر کی گیارہ کو عُرس کیا کرتے تھے۔[12]

اور تفریح الخاطر صفحہ ۱۳۹ میں لکھا ہے کہ

"وفی لیلۃ الاثنین بعد صلوٰۃ العشاء بعدی عشرۃ من رَبیع الثانی سنتہ خمسماۃ واحد وستین"۔

یعنی حضور غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کا وِصال سوموار (پیر) کی شَب (رات) کو عشاء کے بعد ۱۱ رَبیع الثانی ۵۶۱ھ کو ہوا۔[13]

غوثِ وقت حضرت موسیٰ پاک شہید ملتانی قُدّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا کہ مانا کہ گیارہویں تاریخ ضَعیف (کمزور) بھی ہو تو بقاعدہ اُصول کہ روایت ضَعیف بہ سببِ کثرتِ عمل قوّی و مُفْتٰی بِہٖ می شود۔ اصول کا قاعدہ ہے کہ روایت ضَعیف کثرتِ عمل سے قوّی سے اور مُفْتٰی بِہٖ بن جاتی ہے۔

اُس کے بعد فرمایا کہ

بقواعد اُصول مُقَرَّر است کہ روایت ضَعیف از سبب کثرت عمل قوی و مفتی بہ میشود خلاف از و جآئز نہ۔

(تیسیر المشاغلین، صفحہ ۱۰۰ اور غوثِ اَعْظَم ص صفحہ ۲۷۳)[14]

قاعدہ اُصول مُسلّم ہے کہ روایتِ ضَعیف جب قوّی اور مُفْتٰی بِہٖ ہو جائے تو اُسے ردّ کرنا یا اُس کے خلاف کرنا ناجائز ہے۔

تحقیقی قَول: چونکہ ۱۷ تاریخ لکھنے والے بھی بڑے بڑے نامی گرامی عُلَماء اور مُحقِّق دان تھے اِسی لئے اُس کی توجیہ ضروری ہے اِسی لئے ''مسٹر تھامس ولیم میل'' صاحب بہادر نے بھی مفتاح التواریخ میں گیارہ تاریخ کو قبول کرکے آخر میں لکھا کہ سَہوِ کاتِب (کاتب کی بھول) کی وجہ سے یہ غلطی ہوتی رہی کہ اُس نے یازدَہُم (گیارھواں) کو ہَفْتَدَ لکھ دیا ورنہ تحقیق وہی ہے کہ غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کے وِصال کی تاریخ گیارہ تھی۔[15] بہر حال سیّدنا غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کے وِصال کی نسبت سے گیارہویں شریف کے نام مشہور ہوئی ورنہ دراصل یہ وہی اِیصالِ ثواب ہے جس کا اِقرار نہ صرف دیوبندیوں کو بلکہ غیر مُقلِّدوں، وَہابیوں اور نجدیوں کو بھی ہے۔

لیکن چونکہ مُخالفین کا طریقہ ہے کہ جس مسئلہ سے ضِد اور عِناد (دشمنی) ہو تو اُس کے خلاف بجائے صَریح اِنکار کرنے کے طرح طرح کے حیلے بہانے بناتے ہیں۔

قاعدہ: نام بدلنے سے کام نہیں بگڑتا۔ ظاہر ہے کہ ہم گیارہویں شریف کو اصلی اور حقیقی اِیصالِ ثواب کی صورت مانتے ہیں صرف بَوجہِ نسبت کے نام علیحدہ رکھ دیا ہے ہزاروں عبادت ہیں جنہیں معمولی نسبت سے علیحدہ نام دیا جاتا ہے۔

---

[10]) ماثبت بالسنۃ ، شہر ربیع الآخر ، ۱۹۷/۱ ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ، لبنان ، الطبعۃ الاولی ، ۲۰۱۸

[11]) ماثبت بالسنۃ ، شہر ربیع الآخر ، ۱۹۶/۱ ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ، لبنان ، الطبعۃ الاولی ، ۲۰۱۸

[12]) اخبار الاخیار ، اردو ترجمہ ۵۱ ، مطبوعہ اکبر بک سیلرز ، اگست ۲۰۰۴ء)

[13]) (تفریح الخاطر (عربی) ۸۱/ اور تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر ، اردو ترجمہ ۵۱ ، مطبوعہ قادریہ رضویہ کتب خانہ لاہور)

[14]) تیسیر الشاغلین ، مترجم (ہدایۃ المُریدین وإرشاد السالکین) ، ذکر وصال غوث پاک ۴۱ ، طبع مکتبہ قادریہ ، سن اشاعت ۲۰۱۱/

[15]) (مفتاح التواریخ ، شیخ عبد القادر الجیلانی ۴۱ ، مطبوعہ ، رونق حسن ہند)

(1) تسبیح فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کون نہیں جانتا وہ ایک عبادت ہے لیکن اُسے چونکہ بی بی صاحبہ سے نسبت ہے اِسی لئے اِس نام سے مَوسُوم ہوتی ہے۔

(2) صلوٰۃ التسبیح اگرچہ وہ ایک نماز ہے لیکن چونکہ اُس میں تسبیح بار بار پڑھی جاتی ہے اِسی لئے اِس نام سے مَوسُوم ہے۔[16]

مقامِ عبرت: چونکہ شرعی اُصول کے مطابق "گیارہویں شریف" ایک مُقدّس عَمل اور مُتبَرِّک فعل (برکت والا کام) ہے جس سے ہزاروں بلکہ بیشمار فُیوض و بَرکات نصیب ہوتے ہیں لیکن اُنہیں جو اِس طریقہ کار سے حقیقی طور نسبت رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہند و پاکستان کے علاوہ مَمالکِ اِسلامیہ کے ہر خِطّہ میں 11 رَبیع الثانی عُرس شریف اور ہر ماہ کی گیارہ بلکہ ہر روز اَہلِ اِسلام اَنْواعُ و اَقسام (طرح طرح) کے طَعام و فَواکہ (کھانے اور میوے) حاضرین عُلَماء و اَہلِ تَصَوُّف فُقَراء اور درویشوں کو پیش کرتے۔ وَعظ اور نعتیں بھی بیان ہوتی ہیں، خوش بَختوں (خوش نصیبوں) کی گیارہویں شریف کی محفلوں میں اَولیائے کاملین کی اَرواحِ طَیّبہ تشریف لاتی ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ مُحَدِّث دہلوی مکتوباتِ مرزا مظہر جانِ جاناں سے ایک مکتوب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"میں نے خواب میں ایک چبوترہ دیکھا جس میں بہت سے اَولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مُراقبہ[17] میں بیٹھے ہیں اور اُن کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ دوزانُو (گھٹنوں کے بل) اور حضرت جنید رضی اللہ عنہ تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں۔ اِسْتِغْناء مَاسِوَا اللہ (مخلوق سے بے نیازی) اور کیفیاتِ فَنا آپس میں جَلوہ نُما ہیں یہ سب کھڑے ہوگئے پھر بعد کو چل پڑے۔ میں نے اُن سے دَریافت کیا کہ یہ مُعاملہ کیا ہے؟ تو اُن میں سے کسی نے بتایا کہ اَمیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اِستقبال کے لئے جارہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک گَلیم پوش (کمبل پوش فقیر) سر اور پاؤں سے بَرہنہ ژولیدہ (بکھرے) بال ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن کے ہاتھ کو نہایت عزّت و عَظمت کے ساتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لیا ہوا تھا میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہ خَیرُ التّابِعین حضرت اُویس قَرنی رضی اللہ عنہ ہیں پھر ایک حُجرہ ظاہر ہوا جو نہایت ہی صاف تھا اور اُس پر نور کی بارش ہورہی تھی۔ یہ تمام کمال بزرگ اُس میں داخل ہوگئے میں نے اُس کی وجہ پوچھی تو ایک شخص نے کہا "امروز عُرس حضرت غوث الثقلین است بتقریب عُرس بردند" یعنی آج غوثِ اَعْظم رضی اللہ عنہ کا عُرس تھا یہ حضرات اُسی میں تشریف لے گئے تھے۔[18]

فائدہ: بحمدہٖ تعالیٰ یہ کیفیت اکثر بزرگوں کے اَعراس میں ہوتی ہے۔ اِسی وجہ سے ہم اور ہمارے عوام گہری دلچسپی اور عقیدت مندی کے ساتھ اَعراس کی حاضری دیتے ہیں لیکن شَوم بخت (بد بخت) اپنے گندے دماغ کا ثبوت دیتے ہوئے گیارہویں شریف پر گندے اور غلیظ حملے کرتے ہیں لیکن مندرجہ بالا حضرت مِرزا مَظہر جان جاناں کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ غیر مُقلّدین کے لئے بِالعموم اور دیوبندیوں کے لئے بِالخُصوص دعوتِ فکر ہے غیر مُقلّدین تو اِس لئے کہ یہ لوگ شاہ ولی اللہ کی عِلمی شخصیّت کے پورے طور پر مُعْتَرِف (قائل) ہیں اور اِس واقعہ کو نقل کرنے والے شاہ ولی اللہ ہیں اور دیوبندی اِس لئے کہ وہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کی عَظیم المَرتَبت شخصیّت کے نہ صرف مَدّاح (قصیدہ گو) ہیں بلکہ اُنہیں بظاہر اپنا رُوحانی پیشوا مانتے ہیں کیا یہ واقعہ واقعی طور پر اُن لوگوں کے لئے مَوجِب (باعِث) غور وفکر نہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ اگر بغور اِس عبارت کو پڑھا جائے تو ہمارے اور اُن کے مابَین (درمیان) کوئی ایک چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی باعِثِ نَزاع (باعِثِ اختلاف) نہیں رہ سکتا۔ لیکن ہم نہایت فخر کے طور پر کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ آج بزرگوں کے اَعراس بِالخُصوص حضور سیّدنا غوثِ اَعْظم رضی اللہ عنہ کے عُرس پاک میں صحابہ کرام اور اَولیاءِ عِظام کی شرکت ہوتی ہے خواہ اُن کے مزارات پر ہوں یا جہاں پر مَواقع مُیَسَّر آئیں۔

فائدہ: اَعراس اُولیائے کرام بِالخُصوص حضور سیّدنا غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کے عُرس مبارک پاک میں شُمولیّت کرنے والوں کی سربراہی شیرِ خدا، مشکل کُشا، حیدرِ کرّار سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیّدنا اُویس قَرنی رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر فرماتے ہیں ممکن ہے اِس طرح اور مُقدَّس اَرواح بھی تشریف لاتی ہوں۔

---

[16]) فتح الباري، قَوْلُهُ بَابُ فَضْلِ التَّسْبِيحِ ۱۱، باب فضل التسبیح، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲ھ

[17]) اللہ کے ماسوا کو چھوڑ کر محض اللہ کی طرف دل لگانا۔

[18]) کلماتِ طیبات شاہ ولی اللہ، ج ص ۷۷ الی 78 طبع مجتبی واقع دہلی ہند

خوش قسمت سنّی: دورِ حاضر میں خوش قسمت ہے وہ گھرانہ جہاں سیّدنا غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ یا کسی اور بزرگ کامل کی یاد میں خَیرات و صَدقات کے ساتھ ایسی محفلیں و مجلسیں مُنْعَقِد کی جاتی ہیں۔ لیکن افسوس ہے اُن بد قسمتوں پر جو ایسی مُقَدَّس و مُتَبَرِّک (برکت والے) مجلسوں کا نہ صرف مذاق اُڑاتے ہیں بلکہ اُسے شرک جیسی غلیظ اور گندی گالی سے یاد کرتے ہیں۔

دنیائے عالَم میں ہزاروں بلکہ بیشمار ایسے واقعات ہو رہے ہیں کہ یہی شرارتی ٹولہ ایک طرف ایسی پاک اور مُقَدَّس محفل اور ایسے محبوب اور مَرغوب (من پسند) غذا کو خنزیر اور دیگر خَرافات بکتے ہیں لیکن ہاضمہ ایسا کہ جب شروع ہو جائیں تو "ھَلْ مِنْ مَزِید پکارتے ہیں[19]" اور کھائیں تو سَیر نہیں ہوتے پالتی[20] لگا کر بیٹھیں گے تو لُقمہ بر لُقمہ اُٹھاتے ہوئے دَم (سانس) تک نہ لیں گے پھر عادت سے مجبور ہیں پوچھنے پر فتویٰ جڑ دیں گے کہ گیارہویں حرام وغیرہ وغیرہ۔

مُکالمہ شوخ چشم وہابی اور حاضر جواب سنّی: ہمارے ایک بزرگ دوست نے ایسے حرام خور مفتیوں اور شَوخ چَشم (بے شرم) وہابیوں کا ایک مَنظوم مُکالمہ لکھا ہے۔ ناظرین مُلاحظہ فرمائیں۔

نظم

بندہ مسلماں ایک تھا　　اُس کا عقیدہ نیک تھا
تھا غوثِ اَعْظَم پر اُس کا یقیں　　اُس نے پکائی گیارہویں
وہ سادگی سے بے خبر　　لے آیا ایک مُلّاں کو گھر
مُلّاں تھا سنّی ظاہراً　　پکّا وہابی باطناً
کھانے کو سنکر آگیا　　سب اُس کے چاول کھاگیا
کھا کے یوں بکنے لگا　　یہ شرک توں نے کیوں کیا
سنّی بھی اُس کو کہنے لگا　　میرا جواب بھی سنتا جا
آج میں سمجھوں گا یوں　　دل کو تسلّی دوں گا یوں
ناغہ میرا اِس پل سہی　　پھر گیارہویں کل سہی
چاول جو تونے کھالئے　　بے شک وہ ضائع ہو گئے
کتا میرے گھر آگیا　　سب میرے چاول کھاگیا

ہوشیار سنّیو ہوشیار: آپ حضرات نہایت سادہ دل واقع ہوئے ہیں اگرچہ آپ کو اپنے عمل کا ثواب مل ہی جائیگا لیکن فائدہ کیا کہ ایک عَیّار مَکّار (مکر و فریب کرنے والا) آپ کا مال کھائے بلکہ چاہیے کہ جیسے رزقِ طَیّب ہے کھانے والا بھی طَیّب ہو کیونکہ "الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ" قرآن مجید کا فیصلہ ہے۔ اُن غریبوں کو کوّا، گوہ، کچھوا اور دیگر غلیظ غذائیں چاہیں جیسا کہ اُن کا مذہب ہے۔ تفصیل فقیر کی کتاب "آئینہ وہابی نُما اور آئینہ دیوبندی نُما" 12 میں ہے اور قرآن مجید کا فیصلہ ہے " الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ "

---

۱۹) مزید کی تمنا کرتے ہوئے سوال کرتے ہیں کہ کیا مزید ہے؟

۲۰) چار زانو بیٹھنے کا ایک طریقہ۔

حقیقتِ گیارھویں: جیسا کہ ہم نے مُختصر طور پر اِس بات کی وضاحت کی ہے کہ شہنشاہِ بغداد حضور غَوثُ الثَّقلین سیّدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے وِصال پاک کی تاریخ گیارہ رَبیع الآخر ہے اور گیارہویں شریف مَنانے کی خصوصی وجہ یہی ہے نیز اَولیائے مُتَقَدّمِین (زمانہ گزشتہ کے اولیاء) اور جَمیع اَہلسنّت کا اِس پر صدیوں سے عمل رہا ہے کہ وہ سرکارِ غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کے وِصال پاک کی تاریخ پر کھانا وغیرہ آپ رضی اللہ عنہ کی نیاز پکا کر غُرباء مَساکین میں تقسیم فرماتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرکے طَعام وکَلام کا ثواب سیّدنا غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کے حضور میں پیش کرتے ہیں۔

مُنکرین کی طرف سے عام طور پر جو اَہلسنّت پر بِدعَتی ہونے کا فتویٰ صادر ہوتا ہے اُس کا اہم جز گیارہویں شریف ہے جیسا کہ آپ اپنے اپنے علاقہ میں آزما کر دیکھ سکتے ہیں کہ جو مسلمان گیارہویں کا طَعام پکائے گا تو فوراً یار لوگ کہہ دیں گے یہ بِدعَتی ہے حالانکہ گیارہویں شریف کے متعلق سیدھی سی بات یہ ہے کہ یہ حضور سیّدنا غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کا عُرس ہے جسے اَحادِیث مبارکہ میں اِیصالِ ثواب کہا گیا ہے۔ شیخِ مُحَقِّق، اِمام المُحَدِّثین، خاتَم الاَولیاء سیّدنا شاہ عبد الحق مُحَدِّث دہلوی اپنی کُتُب "ماثبت بالسنۃ" اور اخبار الاخیار میں نہایت شَرْح وبَسْط (توضیح اور تفصیل) سے تحریر فرماتے ہیں اور شاہ عبد الحق مُحَدِّث دہلوی کون ہیں اور آپ کا علمی اور روحانی مقام کیا ہے یہ محتاجِ تعارف نہیں۔ نجدی، وہابی بِالعموم اور دیوبندی وہابی بِالخصوص آپ کے کمالاتِ علمی کے مُعْتَرِف (قائل) ہیں۔ مذکورہ بالا دونوں کُتُب کے دیباچے[2] میں مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتا ہے کہ اِس کتاب کی عظمت اور صحت کی اِس سے بڑھ کر اور دلیل کیا ہوگی کہ اُس کے مُصَنِّف شاہ عبد الحق مُحَدِّث دہلوی ہیں دوسری کتاب اخبار الاخیار کے دیباچے میں یہی صاحب اِس طرح رَقمطراز ہوئے ہیں کہ اَولیاءُ اللہ کے حالات میں، اخبار الاخیار دنیا کی بہترین کتاب اِس لئے ہے کہ اُس میں ہر واقعہ کو مُصَنِّف نے حدیث کی طرح سندیں حاصل کرکے تحریر فرمایا ہے بہر حال شاہ عبد الحق مُحَدِّث دہلوی ایک ایسی عظیم شخصیّت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے ہندوستان کو عُلومِ حدیث کے مَطالِب و مَعارِف (علم و فضل کی معرفت) سے رُوشناس کرایا جس کے اپنے پرائے سب مُعْتَرِف (قائل) ہیں حتّٰی کہ وہابیوں کے اِمام صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے مزار پر گیا تو وہاں رحمت کی برسات ہوتی تھی۔ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دربار میں حضوری حاصل تھی (حوالے آگے آئیں گے) شاہ صاحب قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز کا یہ تعارُف اِس لئے کروایا گیا ہے تاکہ منکرین گیارہویں شریف تھوڑا سا غور کریں اور بریلویوں کو بِدعَتی کہنے کے بجائے اِس بات کو سوچیں کہ شاہ عبد الحق مُحَدِّث دہلوی رضی اللہ عنہ کا مُقَدَّس زمانہ وہ زمانہ ہے کہ جس وقت نہ بریلوی تھے اور نہ دیوبندی اور نہ غیر مُقلّد وہابی تھے اور نہ مُقلّد وہابی۔ اگر اُس وقت وہ لوگ جنہیں شیخِ مُحَقِّق علیہ الرحمۃ کامل اَولیاء اللہ سے شمار کرتے ہیں۔ گیارہویں شریف کی بِدعَت کا اِرتِکاب کرتے تھے تو پھر آج بریلویوں کو نشانہ سِتم کیوں بنایا جاتا ہے اگر وہابیوں کے اِمام کو شاہ صاحب کے مزار پر رحمت کی برسات نظر آتی ہے اور دیوبندیوں کے پیشوا اشرف علی آپ رضی اللہ عنہ کو ولی حضوری سمجھتے ہیں تو پھر یہ تصوُّر کسی طرح بھی نہیں کیا جا سکتا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دربار میں شَرَفِ بارْیابی (ملاقات کی اجازت) حاصل کرنے والا شخص نہ صرف یہ کہ بِدعَت کی تَرغیب دے بلکہ بِدعات کے اِرتِکاب کرنے والوں کو کامل اَولیاءاللہ کے رنگ میں پیش کرے۔

باب اول: دلائِل گیارھویں

تمھید: جو لوگ گیارہویں کو بِدعَت و حرام کہتے ہیں اُن کے تین گروہ ہیں۔

(1) کم عِلمی کی وجہ سے اُصولِ قرآن و حدیث اور صحتِ معلومات سے معذور ہیں۔

(2) وہ جو علم کے باوجود دِیانت سے کام نہ لیتے ہوئے محض ہٹ دھرمی کی وجہ سے مُخالفت کرتا ہے۔

(3) گیارہویں شریف کو صرف اِس لئے بِدعَت وناجائز کہہ دیا کرتے ہیں کہ اُن کے اکابر اُسے بِدعَت وناجائز کہتے ہیں۔

[2]) وہ تحریر جو کسی کتاب کے شروع میں ہو اور جس میں نفسِ مضمون وغیرہ سے متعلق یا دوسری ضروری باتیں بطور تعارف کتاب کے لکھی گئی ہوں۔

جو لوگ دیانتِ علمی سے کام نہیں لیتے اور محض ہٹ دھرمی کی بناء پر اِسلامی اِتّحاد کو گَدَلا (غبار آلود) بناتے رہتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ لوگ نہ آج ہماری بات مانیں گے نہ بعد میں بلکہ اُن کی قسمت میں نہ ماننا ہی لکھا ہے ہاں اگر فقیر کی تحریر کو اِنصاف کی نگاہ سے مطالعہ کرے تو ان شاء اللہ غلط فہمیوں کا اِزالہ ممکن ہے۔

دلائل: فقیر نے پہلے مُتَعَدّد حوالہ جات پیش کئے ہیں کہ گیارہویں شریف کا عمل مُدّت سے قُدَماء (قدیم) صالحین و عُلَمَاءِ راسخین و مشائخِ کاملین میں معمول و مقبول ہو رہا ہے اور فقیر نے ایسے نامُور عُلَمَاء و فقہاء و مُحَدّثین اور اَولیاء مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اَسماءِ گرامی پیش کئے ہیں کہ جن کا صرف نامِ مبارک اَہلِ اِسلام کے لئے مُوجِب (باعِث) فخر و ناز ہے اور اُن میں وہ حضرات مذکور ہوئے جن کے علم و عمل پر اِسلام کو ناز ہے۔ آج کل کے ہر فِرقہ کے عُلَمَاء اُن کے نہ صرف خوشہ چیں (فیض حاصل کرنے والے) ہیں بلکہ آج اگر وہ زندہ ہوتے تو موجودہ ہر فِرقہ کے عُلَمَاء کو اُن کے ادنیٰ شاگرد کے سامنے طِفلِ مکتب (مدرسے میں پڑھنے والے لڑکے) کا مرتبہ مل جاتا تو یہ صاحبان اپنے لئے باعثِ بَرکت اور مُوجِبِ رحمت سمجھتے۔

وہ حضرات قرآن و اَحادیث موجودہ عُلَمَاء سے زیادہ ماہر و حاذِق (تجربہ کار) بلکہ رُوحِ اِسلام کی بھی رُوح تھے جبکہ اُنہیں اِسلام کے ہر مسئلہ کی تحقیق و تدقیق وافر در وافر نصیب تھی وہ بِدعَت کو بھی جانتے تھے اور سنّت کو بھی لیکن باوجود این ہمہ گیارہویں کے نہ صرف قائل بلکہ عامل تھے اِسی لئے ہم موجودہ دور کے مُحقّقین کی ہر نئی تحقیق کو تو دیوار پر مار سکتے ہیں لیکن اُن کی تحقیق کو نہ صرف جائز بلکہ اپنے لئے حرزِ جان (جان سے زیادہ بڑھ کر پیارا) اور روحِ ایمان مانیں گے اِس لئے کہ اُن حضرات کے لئے نبی اکرم ﷺ نے پہلے کئی عرصہ اپنی اُمّت کو سمجھایا۔

مَا رَآهُ الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ[22] "یعنی جس کو مومن اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔"

ایک اور حدیث میں وارد ہے:

"لَنْ تَجْتَمِعَ أُمّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ أَبَدًا"[23] "میری اُمّت کا اِجماع گمراہی پر نہیں ہو سکتا۔"

جب حضور اَکرم ﷺ نے بھی تصدیق فرمائی ہے اور اَسلاف میں بھی گیارہویں شریف کے متعلق کسی مُعتَبر عالمِ دین کا انکار موجود نہیں تو پھر چند ضدی مُلّا انکار کرتے ہیں حَرَج کیا ہے اُن کی بھی صرف ہٹ دھرمی اور ہے اور بس۔

ورنہ مُنصِف مزاج (انصاف پسند) مسلمان اُن سے صرف یہی سوال کر کے سوچ لے کہ اَسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ جس عمل کے وہ عامل تھے کیا وہ بِدعَتی تھے اور حرام خور؟ اور اگر مَعاذاللہ وہ ایسے تھے تو پھر وہ اَولیاء اللہ کہلانے کے حقدار کیسے حالانکہ مخالفین اب بھی انہیں اَولیاء مانتے ہیں چونکہ بِدعَت اُن کا خانہ ساخت (گھر کا بنا ہوا) فتویٰ ہے اُسے پھینک دو کہ یہ انڈے ہیں گندے۔

دلیل:

(2) گیارہویں شریف "اِیصالِ ثواب" ہے جیسا کہ ہم نے رسالہ ہٰذا کے اِبتداء میں عرض کیا ہے۔ جب یہ اِیصالِ ثواب ہے تو حرام کیوں؟ اِس کی حُرمَت کی چند صورتیں مخالفین پیش کرتے ہیں اگرچہ مخالفین کے ہر اِعتراض کے لئے ایک علیحدہ تصنیف ضروری ہے لیکن رسالہ ہٰذا کی مناسبت سے مختصراً ہر ایک کا جواب قرآن و حدیث اور دلائلِ شَرعیہ کی روشنی میں پیش کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

بابِ دوم: سوال و جواب

سوال: اگر گیارہویں شریف اِیصالِ ثواب ہے تو اُسے گیارہویں شریف کیوں کہتے ہیں، اصل نام کیوں نہیں لیتے؟

---

[22] (موطأ مالك برواية محمد بن الحسن الشيباني ، أَبْوَابُ الصَّلاةِ ، بَابُ: قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَمَا فِيهِ مِنَ الْفَضْلِ ، ۹۱/۱ ، الحديث ۲۴۱ ، مكتبة علميه ، الطبعة: الثانية، مَزِيدة منقحة)

[23] (المعجم الكبير للطبرانی ،عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، ۴۴۷/۱۲ ، الحديث ۱۳۶۲۳، مطبوعه مكتبه ابن تيميه قاهره ، الطبعة الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ ء

جواب: نام بدلنے سے کام نہیں بگڑ تا اِس کے چند دلائل فقیر نے پہلے عرض کئے ہیں چند اور لیجئے۔

(۱) حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اِسلام سکھایا۔ اُس وقت ہر مسئلہ صحابہ کے دل و دماغ پر اثر کرتا چلا گیا لیکن اُنھوں نے کبھی کسی مسئلہ کو مُستقِل نام سے نہیں پکارا لیکن آج ہم نے اِنہی مَسائل کو ایک ہئیت میں لا کر کسی فن کا نام حدیث، کسی کا تفسیر، کسی کا فقہ وغیرہ وغیرہ پھر ہر ایک کے لئے ہم نے ہزاروں نہیں بے شمار ایجادیں کی ہیں۔ چند فقیر کے رسالہ "تحقیق البدعۃ" میں دیکھئے۔

(۲) حضور سرورِ عالم ﷺ نے صحابہ کرام کو عِلمی و عَملی دولتوں سے نوازا لیکن آپ کے دور میں ہماری ایجاد کردہ اصطلاحیں نہیں تھیں مثلاً پڑھنے کی جگہ کا نام مدرسہ، دارالعلوم، درس گاہ، جامعہ وغیرہ وغیرہ اور پڑھانے والا مُعَلِّم، مُدَرِّس، اُستاذ وغیرہ اور پڑھنے والے طُلبہ، طالبِ علم، مُتَعَلِّم، تِلْمِیذ وغیرہ وغیرہ۔ اِس طرح ہزاروں مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ (اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ) تفصیل فقیر کی کتاب "اَلْعِصمۃ عَنِ البِدْعَۃِ" میں ہے۔[24]

جواب 2: اِیصالِ ثواب عام لفظ ہے جو عَوام کے لئے سجتا ہے ہم اَہلسنّت چونکہ بااَدب واقع ہوئے ہیں اِسی لئے ایک شیخ کامل کے اِیصالِ ثواب کے نام کو نُمایاں کرکے عوام میں ولی کامل کی شان کا اِمتیاز کراتے ہیں تاکہ وِلایَّت کی عَظمت کا سِکّہ دلوں پر بیٹھ جائے اور یہی عینِ فطرت ہے چنانچہ ہم سب آدم زادے انسان یا آدمی کہلاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک دوسرے کو مُمتاز (جدا) کرنے کے لئے مختلف قومیں بنائیں تاکہ اِلتِباس (شبہ) نہ ہو۔

"کماقال: وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ" (الحجرات:۱۳) **ترجمہ:** تمہیں مختلف شاخیں اور قبیلے بنائے۔

چونکہ اِیصالِ ثواب ایک عام حیثیت تھی پھر ہم نے اُنہیں مختلف شُعُوب قَبَائل (شاخیں اور قبیلے) بنائے تاکہ تم ایک دوسرے سے مُمتاز رہو یعنی اِیصالِ ثواب اَنبیاء و اَولیاء کے نام کو اَعراس اور غوثِ اَعْظم رضی اللہ عنہ کے عُرس کو گیارھویں سے مَوسُوم کیا بتایئے اِس میں کون سا حَرج ہے۔

سوال: تمہارے اِس دَوغلہ پالیسی (Policy) سے ہم شاکی (گلہ کرنے والے) ہیں اِیصالِ ثواب تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے اور تم اُسے غوثِ اَعْظم رضی اللہ عنہ کے نام کرتے ہو؟

جواب: یہ اَہلسنّت پر بڑا بھاری بہتان ہے اور تقریباً ایسے غلط تاثّرات دے کر عوام کو وہابی، دیوبندی اپنے دامِ تزویر (مکر و فریب کے جال) میں پھنسا لیتے ہیں ورنہ ہم نے بارہا کہا لکھا اور کہتے ہیں اور کہتے رہینگے کہ ہم بھی گیارھویں یا اَعراس یا دیگر نذر و نیاز سب اللہ تعالیٰ کے لئے کرتے ہیں اور ثواب اَنبیاء و اَولیاء اور غوثِ اَعْظم رضی اللہ عنہ کی اَرواحِ مُقدَّسہ کو پہنچاتے ہیں باقی رہا اُن اشیاء پر اَنبیاء و اَولیاء اور غوثِ اَعْظم رضی اللہ عنہ کا نام لیا جانا یہ مَجاز ہے اور ایسے مَجازات قرآن و حدیث اور مُحاوراتِ عرب اور ہمارے عُرف میں کثیر الرِّواج اور روزمرہ کا مَعمول ہیں۔

اَحادِیث شواھد:

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الْمَاءُ». فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ: هَذِهِ لأم سَعْدٍ

ترجمہ: "سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا یا رسولَ اللہ سعد کی ماں یعنی میری ماں مر گئی ہے پس کونسا صدقہ بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پانی! پس سعد نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی ماں کے واسطے ہے۔[25]

اِس روایت میں صاف ظاہر ہے کہ کنواں کُھدوایا تو خدا تعالیٰ کے لئے چونکہ اُس کا ثواب اُمّ سعد کے لئے مَطلوب (مقصود) ہے اِسی لئے حدیث شریف میں صرف لام سعد اُمّ سعد کے لئے لفظ ہے۔[26] یہی ہم کہتے ہیں۔

---

[24]) جاء الحق، حصہ اول، بدعت کے معنی اور اقسام، ۱/ ۱۸۴، مطبوعہ قادری پبلیشر لاہور، سن اشاعت ۲۰۰۳ء

[25]) مشکاۃ المصابیح، کتاب الزّکاۃ، باب فضل الصدقۃ، الفصل الثانی، ۱/۵۹۷، الحدیث ۱۹۱۲، مطبوعہ المکتب الاِسلامی، بیروت، طبع ثالث، ۱۹۸۵ء

[26]) اشعۃ اللمعات شرح مشکاۃ المصابیح، باب فضل الصدقۃ، الفصل الثانی، ۳/۱۲۳، الحدیث ۱۹۱۲، فرید بک اسٹال لاہور، طبع ۱۴۲۳ھ، ۲۰۰۲ء

(2) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مَروِی ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کون ہے جو میرے لئے مسجدِ عشاء میں چار رکعت پڑھے اور کہے "ھٰذہ لابی ھریرۃ" یہ ابوہریرہ کے لئے ہے۔[27] (مشکوٰۃ شریف باب الفِتَن)

اِس سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا مقصد بھی یہی تھا کہ نماز کا ثواب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے ہے اِس میں اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا بلکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام لیا اِس سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کوئی مُشرک نہیں کہہ سکتا۔[28]

اگر ہم غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی گیارہویں کریں تو ہم مُشرِک کیوں؟ مخالفین کو مذکورہ روایات کے متعلق مابہ الاِمتیاز (دونوں باتوں کے درمیان فرق کرنے والی چیز کو) واضح کرنا چاہیے بلکہ ہمارے حضور پُرنور ﷺ نے قیامت تک آنے والے تمام اُمّتیوں کا اپنی خیرات میں نام لیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الأَضْحَى بِالمُصَلَّى، فَلَمَّا قَضَى خُطْبَتَهُ نَزَلَ عَنْ مِنْبَرِهِ، فَأُتِيَ بِكَبْشٍ، فَذَبَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ، وَقَالَ: «بِسْمِ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، هَذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي»

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ عید الضحٰی کے دن میں حاضر تھا آپ ﷺ جب خُطبہ سے فارغ ہوئے تو منبر سے اُترے پس آپ ﷺ کی خدمت میں دو بکرے حاضر کئے گئے پس ذبح فرمائے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دستِ مبارک سے اور فرمایا بِسْمِ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ یہ میری طرف سے اور اُس کی طرف سے جس میرے اُمّتی نے قربانی نہیں کی۔[29]

فائدہ: یہ قربانی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اِس کا ثواب بندوں کو پہنچانا مطلوب ہے تو اِس سے ثابت ہوا کہ بجائے اللہ تعالیٰ کے نام لینے کے بندوں کا نام لیا جائے تو حَرَج نہیں دیکھیئے حضور سرورِ عالم ﷺ نے قربانی کرتے وقت صاف کہہ دیا کہ یہ میری اور میری تمام اُمّت کی طرف سے ہے چونکہ یہ بحث " وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ "[30] سے متعلق ہے اُسے فقیر نے اپنی "تفسیر اُویسی" میں تفصیل سے لکھا ہے۔ اِس لئے انہی تین اَحادیث پر اِکتفا (بس) کیا جاتا ہے۔

عقلی دلیل: چونکہ ہر فرد جانتا ہے کہ یہ مسئلہ حَقیقت و مَجاز کا ہے جس طرح کائنات کی ہر چیز کا مالک و مُتَصرِّف حقیقی اللہ تَبارک و تعالیٰ ہے اِسی طرح ہر قسم کی گیارہویں دیگر نذر، نیاز، حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔

گیارہویں نیاز وغیرہ مَجاز کے طور پر انسانوں سے منسوب کی جاسکتی ہے جیسے فلاں کی روٹی اور فلاں کا مکان وغیرہ وغیرہ۔

اگر حقیقت و مَجاز کے اِس مسئلہ پر اِعتقاد و یقین نہ رکھا جائے تو پھر دنیا کی کوئی چیز کسی دوسرے سے مَنسوب نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی حلال اور جائز رہ سکتی ہے۔ تفصیل کے لئے فقیر کی تفسیر کا مُطالعہ کیجئے۔

سوال: اگر واقعی گیارہویں شریف اِیصالِ ثواب ہے تو پھر تم اُسے نذر و نیاز سے کیوں تعبیر کرتے ہو۔ حالانکہ نذر و نیاز صرف اللہ تعالیٰ کی ہے تم اللہ سے خاص باتوں کو پیروں فقیروں کے لئے ثابت کرتے ہو اِسی لئے مُشرک ہو۔

جواب: یہاں بھی وہی حقیقۃ و مَجاز والی بات ہے اِس لئے کہ ہم نذر و نیاز مجازاً ہدیہ و تحفہ پر اِستعمال کرتے ہیں اور یہ ہمارا ادب ہے کہ ہم اَولیاء و اَنبیاء علیہم السلام کے اِیصالِ ثواب کو نذر و نیاز وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں وہ اِس لئے کہ ہم اَنبیاء و اَولیاء کو زندہ مانتے ہیں اور یہ بحث اپنے مقام پر حق ہے اور شرعی اُمور میں سینکڑوں مَسائل ایسے ہیں جن میں شرعی اِصطلاحات کو مجازاً دوسرے معانی میں اِستعمال کیا جاتا ہے جیسے فقیر نے مُتَعَدّد مثالیں اپنی تفسیر میں لکھی ہیں۔

---

[27] سنن أبي داود، كتاب الملاحم، باب في ذكر البصرة، ٦/٣٦٦، الحديث ٤٣٠٨، مطبوعه: دار الرسالة العالميه الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ ٢٠٠٩ء

[28] مرقاة المفاتيح، باب الملاحم ٣٨، دار الفكر، بيروت–لبنان الطبعة: الأولى ٢٢ھ ٢٠٠٢ء

[29] سنن الترمذى، أَبْوَابُ الْأَضَاحِيِّ، باب، ٤/١٠٠ الحديث ١٥٢١، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ ١٩٧٥ء

[30] المائدة: ٣ **ترجمہ:** اور وہ جانور جس کے ذبح کے وقت غیرُاللہ کا نام پکارا گیا ہو

یہاں صرف چند حوالوں پر اِکتفا کیا جاتا ہے جس سے غیر مُقلّدِین اور دیوبندیوں کا منہ تو بند ہو سکتا ہے لیکن ضد البتہ نہیں جائے گی اِس لئے کہ وہ لاعلاج بیماری ہے۔

حضرت مُلّاں جیون صاحبُ الانوار اُستاذ سلطان عالمگیر اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ

"ومن لهما علم ان البقرہ المندورہ للاولیاء کما هوالرسم فی زماننا حلال طیب۔"[31] (تفسیراتِ احمدیہ)

ترجمہ: "اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بے شک وہ گائے جس کی نذر اَولیاء کے لئے لائی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں رسم ہے حلال وطیّب (پاکیزہ) ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ مُحَدِّث دہلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ: اپنے والد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا حال لکھتے ہیں کہ وہ قصبہ ڈاسنہ میں حضرت مخدوم اللہ دیا علیہ الرحمۃ کے مزار پر زیارت کو تشریف لے گئے جب آنے لگے تو حضرت مخدوم اللہ دیا علیہ الرحمۃ نے مزار سے اِرشاد فرمایا اے عبدالرحیم ذرا ٹھہرو۔ کچھ کھا کر جانا یہ سن کر والد صاحب ٹھہر گئے پھر ایک عورت اپنے سر پر چاول شیرینی لے کر آئی اور عرض کی کہ میں نے نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند آئے گا میں اُس وقت کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیا کے دربار میں ٹھہرنے والوں کو پہنچادوں گی۔ وہ اُسی وقت آگیا اور میں نے یہ نذر پوری کر دی۔ اصل عبارت پڑھیئے:

"آں گاہ زنے بیامد طبق برنج و شیرینی برسروگفت نذرکردم که اگرزوج من بیامد بمال ساعتے طعام پخته به نشیند گان درگاه مخدوم الله دیه رسانم دریں وقت آمد نذر ایفاء کردم و آرزو کردم که کسے آنجاباشد تناول کند۔"[32]

انتباہ اِس حکایت سے ثابت ہوا کہ اَسلاف نے بھی لفظ نذر و نیاز تحائف وہدیہ بِالخصوص اَولیاء کرام واَنبیاء علیہم السلام کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ اگر یار لوگوں کو مُشرِک وبِدعَت کے فتویٰ بازی کا شوق ہے تو ذرا ایک فتویٰ شاہ ولی اللہ مُحَدِّث دہلوی قُدِّسَ سِرُّہ کے لئے بھی شائع فرما کر مَاجُور مِنَ اللہ ہوں۔[33]

سوال: ۔اِیصالِ ثواب کے تو ہم بھی قائل ہیں لیکن یہ جو تم مُعَیَّن (خاص) کر کے گیارہویں یا عُرس وغیرہ کرتے ہو یہ ناجائز ہے کہ کسی شرعی فعل کو مُعَیَّن (خاص) کیا جائے۔

تعیین کا خطرہ: گیارہویں شریف مُعَیَّن (خاص) کر کے کی جاتی ہے فلہٰذا ناجائز ہے یہ خطرہ مخالفین نے اپنے گھر میں بیٹھ کر گڑھ لیا ہے ورنہ شریعتِ مُطَہَّرہ میں اِس کے عَدمِ جَواز (ناجائز ہونے) کی کوئی صورت نہیں اگر ہے تو چند شرائط سے مَشروط جنہیں فقیر نے رسالہ "الحبل المتین" میں تفصیل سے ذکر کیا ہے یہاں فقیر چند دلائل دکھاتا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ نیک کاموں میں مَصْلِحۃِ تَعْیِینِ عین مراد ہے۔

آیتِ قرآنی: "وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ؕ"[34] اور خدا کے اَیّام اُنہیں یاد دلاؤ۔

فائدہ: اُن دِنوں کی عَظمت کو بیان کرو جن میں قدرت کی نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں۔ خداوند قُدّوس نے اُن دِنوں کی نسبت اپنی طرف فرمائی جو اپنی خُصوصیات اور عَظمت کے اعتبار سے اہمیّت رکھتے ہیں اور بِفَضْلِہِ تعالیٰ غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ محبوبی شان کے اعتبار سے آپ رضی اللہ عنہ کی گیارہویں بھی انہی اَیّام کی ایک کڑی ہے کہ اُس دن اُمّتِ مصطفیٰ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی یاد سے کتنا سَرشار ہوتی ہے۔

اَحادِیث مبارکہ

---

[31])تفسیراتِ احمدیه، سورۃ البقرہ، تحت آیۃ ۱ / 40، مکتبه حقانیه، محله جنگی پشاور

[32]) انفاس العارفین (فارسی)، ۱/۴۵، مطبع احمد واقع دہلی، متعلق مدرسه عزیزیه

[33]) یعنی اللہ کی بارگاہ سے ثواب کے حقدار بنیں۔

[34]) ابراهیم: ۵

(1) عن محمد بن نعمان مَنْ زَارَ قَبْرَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهُ وَكُتِبَ بَرًّا[35] (رواہ البیہقی)

ترجمہ: "جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت ہر جمعہ کو کی وہ مغفور ہے۔ (شرح الصدور للسیوطی)

فائدہ: زیارتِ قُبور مَسنون ہے اور ہر وقت ہو سکتی ہے لیکن حدیث شریف میں جمعہ کے دن سے مُتَعَیَّن (خاص) فرمایا اگر تعیین ناجائز ہوتی تو اُسے جمعہ کے دن سے مُقیّد نہ کیا جاتا۔

(2) عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ وَسَّعَ عَلَى عِيَالِهِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ فِي سَائِرِ سَنَتِهِ"[36]

قال سفیان انا تدجز نباہ فوجدنا کذالک۔

ترجمہ: "ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص کشادگی دے گا نفقہ میں اپنے عَیال پر عاشورہ کے دن کُشادگی فرمائے گا اُس پر اللہ تعالیٰ سال بھر۔ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم نے اِس کا تجربہ کیا اور ایسا ہی پایا۔

فائدہ: اہل و عیال کو خرچ دینا اور ان کی سہولت ہر وقت شریعت کی عین مراد ہے لیکن اسے یومِ عاشوراء کے ساتھ مُتَعَیَّن (خاص) کرنا بتاتا ہے کہ مصلحت کے پیشِ نظر کارِ خیر میں تعین ہونی چاہیے۔

(3) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ حم الدُّخَانَ فِي لَيْلَةِ الجُمُعَةِ غُفِرَ لَهُ۔[37]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے پڑھا حٰم الدخان جمعہ کی رات میں وہ بخشا گیا۔

(4) عن کعب، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: «اقرءوا سورة هود يوم الجمعة»[38] (رواہ الدارمی)

ترجمہ: اِبنِ کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سورہ ہود جمعہ کے دن پڑھو۔

فائدہ: قرآن پاک کی تلاوت کا کوئی وقت مقرر نہیں لیکن دخان و ہود کو جمعہ کے دن پڑھنے کی تعیین کی گئی۔

(5) عَنْ رَجُلٍ، مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي قُبُورَ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ، فَيَقُولُ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ»[39] (مشکوٰۃ)

حضور ﷺ ہر سال کے شروع میں شہیدوں کے مزارات پر تشریف لیجاتے اور فرماتے کہ سلام ہو تم پر اِس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا تمہاری عاقبت (آخرت) کیا ہی اچھی ہوئی۔

فائدہ: جب زیارتِ قُبور ہر وقت ہو سکتی ہے تو حضور ﷺ نے اُن نیک کاموں کا تَعَیُّنِ اَیّام کے ساتھ کیوں مَخصوص فرمایا دراصل تَعَیُّنِ اَیّام میں فوائد اور مَصالِحِ خیر و برکات ہیں۔

---

[35] (شعب الایمان، ، فصل في حفظ حق الوالدين، ٢٩٧/١٠، الحديث ، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض الطبعة: الأولى ١٤٢٣ هـ ء)

[36]) مشكاة المصابيح، كتاب الصيام، صوم التاسع مع العاشر ، الحديث 1926-(39)، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض الطبعة: الأولى ١٤٢٣ هـ ء

شعب الايمان، كتاب الصيام، صوم التاسع مع العاشر، ٣٣١/٥، الحديث ، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض الطبعة: الأولى ١٤٢٣ هـ ء

[37]) سنن الترمذی، أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ، باب ماجاء فی فضل حم الدخان، ١٦٣/٥، الحديث ٢٨٨٩، مطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ ١٩٧٥ء

[38]) سنن الدارمی، فضائل الانعام والسور، ٢١٤٢/٤، الحديث ٣٤٤٧، دار المغني للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ ٢٠٠٠ء

[39]) (مصنف عبد الرزاق، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، باب فی زيارة القبور، ٥٧٣/٣، الحديث ٦٧١٦، مطبوعه المكتب الإسلامي – بيروت الطبعة: الثانية ١٤٠٣ هـ

عُرس کاثبوت: ہماری مذکورہ بالا بحث سے عُرس کی تعیین کا ثبوت بھی ملا کیونکہ وہ بھی بزرگانِ دین کے اِیصالِ ثواب کے لئے مُتَعَیَّن (خاص) تاریخ ہوتی ہے لیکن اُس میں ایک راز اور بھی ہے وہ یہ کہ تاریخ مُقرَّر شدہ پر اَحباب متعلقین کو جدید اِطلاع نہیں دینی پڑیگی یہی وجہ ہے کہ ہم دینی، سیاسی جلسوں کے لئے ہزاروں جتن کرتے ہیں لیکن پھر بھی اتنا مخلوق کا ہُجوم نہیں ہو سکتا جتنا اَولیاء اللہ کے اَعراس میں بن بلائے خلقِ خدا کا اِژدِہام (مجمع) ہوتا ہے۔

خصوصی فیض: مُفَسِّرین و مُحَدِّثین وفُقہاء کرام فرماتے ہیں کہ روح جس دن و ساعَت (لمحہ) میں جسم سے جدا ہوئی اُس وقت رُوح عَود کرتی (لوٹتی) ہے چنانچہ صاحبِ مجموع الروایات کاقول ہے:

''اذا روان یتخذا الومة یجتهدیادراک یوم موته ویحتاط فی الساعة التی نقل روحه فیها لان الاَرواح الاموات یاقوت فی اَیّام الاَعراس فی کل عام فی ذالک الموضع فی تلک الساعة وینبغی ان یطعم الطعام ویشرب الشراب فی تلک الساعة فانه بذالک یفرح روحه وان فیه تاثیراً بلیغاً۔ هذا نقل من خزینة الجلالی وجمع الجوامع من جلال الدین سیوطی وسراج الهدایة مولانا جلال الدین بخاری و حاشیه المظهری۔ (اَہلاک الوہابین)

یعنی جب کوئی شخص کھانا کھلانے کا ارادہ کرے توروزِ وفات بلکہ وقتِ وفات کا خیال رکھے اور احتیاط کے ساتھ اُس ساعَت کا خیال رکھے۔ جس میں میّت کی اَرواح عالم بالا کی طرف مُنتقل ہوتی ہے اِس لئے کہ اَموات کی روحیں ہر سال عُرسوں میں اُس مقام وساعَت حاضر ہوتی ہیں جس میں اُس کا اِنتقال ہوا ہے پس مناسب یہی ہے کہ اُسی ساعَت میں کھاناوغیرہ کھلایا جائے کیونکہ اُس سے میّت کی روح خوش ہوتی ہے اور اُس میں بڑی تاثیر ہے اِسی طرح منقوَل ہے خرینۃ الجلال جمع الجوامع مُصَنِّفہ علامہ جلال الدین سُیوطی اور سِراج الہدایہ مولانا جلال الدین بخاری ہیں۔

اُستاد گھرانہ: شاہ عبدالعزیز مُحَدِّث دہلوی رضی اللہ عنہ ہر سال اپنے والد کا عُرس کیا کرتے تھے۔ اُن پر مولوی عبدالحکیم صاحب پنجابی نے اعتراض کیا کہ تم نے عُرس کو فرض سمجھ لیا ہے اور سال بہ سال کرتے ہو۔ اِس کا جواب شاہ صاحب نے جو فرمایا وہ ''زبدۃ النصائح'' صفحہ ۴۲ میں مَرقُوم (لکھی ہوئی) ہے فرماتے ہیں:

''که ایں طعن مبنی است برجہل مطعون علیه زیرا که غیرازفرائض شرعیه مُقَرَّره ہیچکس فرض نمی داند۔ آرے زیارت قبور وتبرک وقبور صالحین وتلاوت قرآن ودعائے خیر و تقسیم طَعام و شیرینی امر مستحسن وخوب است باجماع عُلَماء وتعین روز برائے آنست که آن روز ذکر انتقال ایشاں باشد۔''[٤٠]

یعنی اِس طعن کا سبب جس پر طعن کی جاتی ہے اُس کی حالتوں سے ناواقِف ہونا ہے کیونکہ فرائضِ شرعیہ کے سوائے کوئی شخص فرض نہیں جانتا البتہ زیارتِ قُبور اور صالحین کے مزارات سے برکت حاصل کریں۔ تلاوتِ قرآن اور دعائے خیر شِیرینی اور کھانا تقسیم کرنا اَمرِ مُسْتَحْسَن اور باتفاقِ عُلَماء جائز ہے۔

فائدہ: شاہ صاحب کے کلام سے تَعَیُّنِ اَیّام اور فاتحہ بحضور طَعام وشیرینی کا اَمر مُسْتَحْسَن اور معمولِ عُلَماء وصُلَحاء ہونا ثابت ہے اور جو اَمر کہ بِاجماعِ اُمّت نیک مُتَصَوَّر (تصور کیا جاتا) ہو وہ نیک ہے۔

فیصلہ نبوی: فرمایا ہے سرکارِ دوعالم ﷺ نے کہ ''لاتجتمع اُمّتی علی الصلاۃ'' میری اُمّت کا اِجماع گمراہی پر نہیں ہو سکتا۔ دوسری حدیث میں وارِد ہے ''مارآه لمومنون حسنة فهو عندا الله حسنة'' جسے اَہلِ ایمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

---

[٤٠]) زبدۃ النصائح فی مسائل الذبائح ،(فارسی)، ۴۲/۱، مطبع محمد نقش ہند

حضرتِ گنگوھی قُدّسَ سِرُّہٗ: حضرت قطبِ عالم شیخ عبدالقُدُّس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب صدد ہشتادہ دوم "مکتوباتِ قُدسی" میں مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کو لکھتے ہیں کہ "اَعراس پیراں برسنّت پیراں به سماع و صفائی جاری دارند۔"[41]

ترجمہ: پیرانِ طریقت کے عُرس اُن بزرگوں کی رَوِش (سنت / طریق) پر سماع وصفائی کے ساتھ جاری رکھیں۔

اِس قسم کے اَقوال بزرگانِ دین اور سَلف وصالحین کے یہاں بکثرت پائے جاتے ہیں جن سے تعَیُّنِ اَیّام اور فاتحہ کی تائید ہوتی ہے۔

جملہ دیوبند کے پیرومُرشِد نے فرمایا: دیوبند کے پیر ومُرشِد حاجی اِمداد اللہ مہاجر مکی فیصلہ ہَفت مسئلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ لفظ عُرس خود اِس حدیث سے ہے کہ "کنومته العروس" یعنی بندہ صالحہ سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر کیونکہ موت مقبولانِ اِلٰہی کے حق میں وِصالِ محبوبِ حقیقی (محبوبِ حقیقی سے ملاقات) ہے اِس سے بڑھ کر کون سی عُروس ہوگی چونکہ ایصالِ ثواب بروحِ اَموات مُسْتَحْسَن (اچھا) ہے۔ خصوصی جن بزرگوں سے فُیوض وبرکات حاصل ہوئیں اُن کا حق زیادہ ہے۔ حاجی صاحب آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں: "مَشرب فقیر اِس اَمر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر ومُرشِد کی روح کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں۔"[42]

فائدہ: پیر ومُرشِد اور اُستاد تو عُرس اور گیارہویں اور اُن کی تعیین کے تو قائل وعامل ہوں لیکن مُرید وشاگرد اُنہیں حرام وبِدعت کے فتوے صادر کریں اِس کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑتا ہوں۔

خلاصہ یہ کہ گیارہویں دن مُقرَّر کرنا نہ رُکن ہے نہ شرط کہ اُس کے بغیر یہ ختم شریف درست نہ ہو چونکہ ایک روایت کے مطابق آپ کا وِصال رَبیع الثانی کی گیارہ تاریخ کو ہوا اِس لئے اکثر لوگ ختم شریف کے واسطے اِس تاریخ کو بطورِ اَولَوِیّت اِلتزام (افضلیت لازم) کرتے ہیں نہ بطورِ وُجوب کے، اور یہی وجہ ہے کہ یہ ختم شریف گیارہویں کے نام سے مَوسُوم ومُشْتَہر (مشہور) ہوگیا ہے۔ کسی مسلمان کا ہم میں سے یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضور غوثِ اَعْظَم رضی اللہ عنہ کا ختم شریف گیارہویں تاریخ سے قبل یا بعد جائز نہیں اور دلیل اُس کی یہ ہے کہ ہر ماہ کی ابتدائی تاریخوں سے لیکر آخیر تاریخوں تک مختلف مَساجد اور جگہوں میں آپ رضی اللہ عنہ کا ختم شریف ہوتا رہتا ہے اور کہتے سب کو گیارہویں ہی ہیں ہاں ہمارے نزدیک گیارہویں فرض یا واجب نہیں کہ اُس کے نہ کرنے سے بندہ پر کسی کی گرفت ہو البتہ چونکہ ایک بابرکت عمل ہے اِس سے دنیا میں بھی فائدہ ہے اور آخرت میں بھی۔

جواب2: تعَیُّن کو اپنی طرف سے حرام کہہ کر وہابیوں، دیوبندیوں نے شریعت پاک پر بہتان باندھا ہے کہ کسی نیکی کو مُعَیَّن کیا جائے تو وہ حرام ہے۔ ہم عوام دیوبندیوں، وہابیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے کسی مولوی سے قرآن مجید کی صرف آیت پڑھوائیں جس میں حکم ہو کہ جائز طریقہ کی تعَیُّن حرام ہے حالانکہ آیاتِ قرآنی کا کوئی جملہ اور اَحادِیث مبارکہ کے تمام تر ذخیرہ سے ایک حدیث یا حدیث کا ایک جملہ بھی ایسا نہیں مل سکتا جس میں تعَیُّنِ اَیّام کو اشارہ کنایہ سے حرام اور بِدعت وغیرہ کہا گیا ہو۔

اِسی طرح تمام تر اَقْوالِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اَجمعین سے ایک قَول بھی ایسا نہیں مل سکے گا جس میں تعَیُّن کی تردید کی گئی ہو۔

اگر ہمارا مندرجہ بالا دعویٰ درست ہے اور مخالفین ہمارے اِس دعویٰ کو قرآن کے دلائل سے توڑنے کی ہمت نہیں رکھتے تو پھر مجبوراً کہنا پڑے گا۔

(لعنت الله على الكاذبين)

حالانکہ شریعت کے اکثر اُمور تعَیُّنات کے بغیر ہوتے ہی نہیں اور خود اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے رسول ﷺ نے بہت سے اُمور مُتَعَیَّن (خاص) فرمائے۔ فقیر نے اِس موضوع پر الحبل المتین لکھی ہے۔ تفصیل اُس میں پڑھئے۔

فی الحال چند ایک دلائل پیش کرتا ہوں تا کہ ناظرین یقین کر سکیں کہ شریعتِ مصطفویّہ میں تعَیُّن برائے مَصلِحت نیکی کے اُمور میں جائز ہے۔

---

[41]) مکتوبات شیخ عبد القدوس، (مترجم)، مکتوب نمبر ۱۸۲، ۱/ ۴۹۵، طبع، فیصل ناشر تاجران کتب اردو بازار لاہور، سن اشاعت ۲۰۱۰ء

[42]) فیصلہ ہفت مسئلہ مع توضیحات وتشریحات، مسئلہ نمبر۲ عرس ۱۸، مطبوعہ فرید بک اسٹال، سن طباعت

دلیلِ عقلی: نظامِ کائنات کا وہ کون سا کام ہے جس کے لئے کوئی دن مُعَیَّن نہیں۔ نوعِ انسانی کی تخلیق سے لے کر عالمِ آخرت تک کوئی بھی قضیہ تَعَیُّنِ یوم سے خالی نہیں۔ بچے کی پیدائش کا دن مُعَیَّن ہے، شادی کا دن مُعَیَّن ہے، موت کا دن مُعَیَّن ہے، بہار اور خزاں کے دن مُعَیَّن ہیں، روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ کے دن مُعَیَّن، غرض دینی و دُنیوی اُمور مُعَیَّن اَیّام ہی میں اَنجام پذیر ہوتے ہیں اور پھر لُطف کی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ تَعَیُّنِ یوم کو بِدعَت اور ناجائز کہتے ہیں اُن کا اپنا کوئی کام بھی مُعَیَّن دن کے بغیر نہیں ہوتا۔ جلسوں کے دن مُعَیَّن، کانفرنسوں کے دن مُعَیَّن، تبلیغی دوروں کے دن مُعَیَّن۔ اگر بنظرِ عَمیق (گہری نظر سے) دیکھا جائے تو تَعَیُّنِ یوم کا انکار کرنا قانونِ فطرت ہی کے خلاف ہے کیونکہ اگر تمام اُموریوں ہی بے قائدگیوں اور بغیر تَعَیُّنِ اَیّام کے شروع کے دیئے جائیں تو نظامِ حیات ہی درہم برہم ہو جائے گا۔ یہ مسئلہ اتنا بدیہی (یقینی) ہے جس پر دلائل کی چنداں ضرورت نہیں۔

تعینیات: گیارہویں شریف اور اَعراس اور دیگر اِیصالِ ثواب جیسے نیک اُمور کے لئے کئے جاتے ہیں۔ کُفر، شرک، بِدعَت، حرام اور ناجائز کیوں ہو جاتے ہیں کیا کوئی شخص دین و دنیا کا کوئی کام بغیر دن اور وقت کا تَعَیُّن کئے سر انجام دے سکتا ہے؟

پیدائش سے لے کر مرتے دم تک انسان اَیّام و اَوقات کا پابند ہوتا ہے یا پابند کر دیا جاتا ہے۔ ہم یہاں مثالیں بیان نہیں کریں گے بلکہ ہر ذِی شعور سے درخواست کریں گے کہ خدارا سوچئے اور خوب سوچئے کہ کیا دن اور وقت کا تَعَیُّن کرنا فی الواقع مُوجِبِ کُفر و شرک ہے یا بھٹکے ہوئے ذہنوں کو اِختراع (من گھڑت) اور بہکے ہوئے دماغوں کی یاوہ گوئی (بے سروپا گفتگو) اور بیہودگی کی منہ بولتی تصویر ہے۔

ہماری اِس درخواست پر جو لوگ غور فرمائیں گے اُن کی نوازش ہے اور جن کے ذہن اب بھی اُن حضرات صاحبان کے فرامین تَعَصُّب آفرین (بے جا طرفداری) میں اُلجھے ہوئے ہیں وہ غور فرمائیں کہ تَعَیُّناتِ اَیّام کے متعلق شریعتِ مُقدَّسہ کا کیا حکم ہے۔

قرآنِ کریم:

(۱) رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا'' وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَیّٰىمِ اللّٰهِ ؕ ''[43] یعنی بنی اسرائیل کو وہ دن بھی یاد دلاؤ جن میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نعمتیں اُتاریں۔ جیسے غرقِ فرعون (فرعون کا ڈوبنا)، مَن و سَلویٰ کا نزول وغیرہ۔[44]

فائدہ: معلوم ہوا کہ جن دنوں میں رب تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمت دے۔ اُن کی یادگار منانے کا حکم ہے۔

اَحادِیث سے ثبوت:

(۲) مشکوٰۃ شریف کتابِ الصوم میں ہے:'' سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ الِاثْنَيْنِ فَقَالَ: «فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ»[45] یعنی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دوشنبہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسی دن ہم پیدا ہوئے اور اسی دن ہم پر وحی کی ابتداء ہوئی۔

فائدہ: حدیث سے ثابت ہوا کہ یادگار منانا سنّت، اُس کے لئے دن مُقرَّر کرنا سنّت، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ولادت کی خوشی میں عبادت کرنا سنّت ہے۔ عبادت خواہ بدنی ہو جیسے کہ روزہ اور نَوافل یا مالی جیسے کہ صدقہ و خیرات تقسیمِ شیرینی وغیرہ۔

(3) مشکوٰۃ باب فصل ثالث میں ہے کہ جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مدینہ پاک میں تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو دیکھا کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں سبب پوچھا تو اُنہوں نے عرض کیا کہ اُس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:'' فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ ''ہم موسیٰ علیہ السلام سے تم سے زیادہ قریب ہیں فَصَامَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ خود بھی اُس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو عاشورہ کے روزہ کا حکم دیا چنانچہ اول اِسلام میں یہ روزہ فرض تھا۔ اب فرضیّت تو منسوخ ہو چکی مگر استحباب باقی ہے۔[46]

---

[43]) ابراھیم۵

[44]) تفسیر کبیر ، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی ، بیروت ، الطبعۃ الثالثۃ ء

[45]) مشكاة المصابيح، كتاب الصَّوْم، بَابُ الْقَضَاءِ الْفَصْلُ الأول ، الحديث ، ، المكتب الإسلامي – بيروت الطبعة: الثالثة ء

[46]) مشكاة المصابيح، كتاب الصَّوْم، بَابُ الْقَضَاءِ الْفَصْلُ الثَّالِث ، الحديث ، المكتب الإسلامي – بيروت الطبعة: الثالثة ء

(4) مشکٰوۃ کے اِسی باب میں ہے کہ عاشورہ کے روزے کے متعلق کسی نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ اُس میں یہود سے مشابہت ہے تو فرمایا کہ اچھا سالِ آئندہ اگر زندگی رہی تو ہم دو روزے رکھیں گے یعنی چھوڑا نہیں بلکہ زیادتی فرما کر مشابہتِ اَہل کتاب سے بچ گئے۔[47]

(5) یہ نمازیں گذشتہ اَنبیاء کی یادگاریں ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں آکر رات دیکھی تو پریشان ہوئے۔ صبح کے وقت دو رکعت شکرانہ ادا کیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ دنبہ پایا۔ لختِ جگر کی جان بچی قربانی منظور ہوئی چار رکعت شکرانہ ادا کیں یہ ظہر ہوئی وغیرہ وغیرہ معلوم ہوا کہ نماز کی رکعت بھی دیگر اَنبیاء کی یادگار مُتَعَیَّن (خاص) یادگارِ دین ہیں۔[48]

(۶) حج تا آخر (شروع سے آخر تک) ہاجرہ و اسمٰعیل علیہم السلام کی یادگار ہے اب نہ تو وہاں پانی کی تلاش ہے اور نہ شیطان کا قربانی سے روکنا، مگر صَفا و مَروہ کے درمیان چلنا بھاگنا، مِنٰی میں شیطان کو کنکر مارنا بدستور ویسے ہی موجود ہے۔ محفل یادگار کے لئے اور پھر مُتَعَیَّن (خاص) اوقات میں۔[49]

خلاصہ: بہر حال تعیین نہ شرعاً حرام ہے نہ اُس پر مخالفین کے پاس کوئی دلیل ہے۔ ہاں چند ایسے اُمور ہیں جنہیں ہم بھی ایسی تعیین کو منع کرتے ہیں وہ چند اُمور مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) وہ دن یا جگہ کسی بُت سے نسبت رکھتی ہو جیسے ہَولی، دیوالی کو اُس کی تعظیم کے لئے دیگ پکا کر یا مندر میں جا کر صدقہ کرنا اِس لئے مشکٰوۃ باب النذر میں ہے کہ کسی نے بوانہ میں اُونٹ ذبح کرنے کی منّت مانی تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کیا وہاں کوئی بُت یا کفار کا میلہ تھا؟ عرض کیا نہیں، فرمایا اپنی نذر پوری کر۔[50]

(۲) اُس تعیین میں کُفار سے مُشابَہت ہو۔

(۳) اُس تعیین کو واجب جاننا۔

اِسی لئے حدیث شریف میں صرف جمعہ کے روزے سے منع فرمایا گیا کیونکہ اُس میں یہود سے مُشابَہت ہے۔[51] اور ہم اَہلسنّت کے جُملہ معاملات میلاد شریف، رَجبی شریف، اَعراس مبارکہ، گیارہویں شریف، جمعراتین، چہلم، سوئم، برسی وغیرہ مذکورہ خرابیوں سے خالی ہیں فلہٰذا جائز ہیں تفصیل کے لئے "الحبل المتین فی التعیین" دیکھئے۔

خلاصہ یہ کہ گیارہویں شریف اِیصالِ ثواب کا دوسرا نام ہے۔ اِس میں خیرات وصدقات اور کلامِ الٰہی، مجلس وعظ وغیرہ کا ثواب سیّدنا و غَوثنا و غِیاثُنا و ملجانا محبوبُ العالمین غوثِ اَعْظَم محی الدین الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کی نذر کیا جاتا ہے جو شرعی لحاظ سے کسی قسم کی قَباحت (برائی) نہیں۔

وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم وعلی آلہٖ واصحابہ اجمعین

ھٰذا آخرہ مارقمہ

مدینے کا بھکاری

---

[47]) مشكاة المصابيح، كتاب الصَّوْم، بَاب الْقَضَاء الْفَصْل الأول، الحديث، المكتب الإسلامي – بيروت الطبعة: الثالثة

[48]) شرح معانی الآثار، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى أَيُّ الصَّلَوَاتِ؟، الحديث، مطبوعه عالم الكتب الطبعة: الأولى

[49]) حاشية الصاوى على تفسير الجلالين، سوره ابرهيم، تحت آيت، مطبوعه دار الجيل بيروت

[50]) مشكاة المصابيح، كتاب الْإِيمَان وَالنُّذُور، باب النذور، الحديث، المكتب الإسلامي، بيروت الطبعة: الثالثة

[51]) مرقاة المفاتيح، كِتَابُ الصَّوْمِ]، بَابُ صِيَامِ التَّطَوُّعِ، ۴/ ۱۴۱۸، مطبوعه دار الفكر، بيروت، لبنان الطبعة: الأولى

اضافہ جدیدہ

اگر چہ یہ اضافہ ضروری نہ تھا لیکن چونکہ عموماً مخالفین عوامِ اَہلسنّت کو خواہ مخواہ پریشان کیا جاتا ہے اور کُتُب کی وَرَق گردانی(کتاب پڑھنے) سے گھبراہٹ محسوس کی جاتی ہے اِسی لئے بقدرِ ضرورت یہاں چند سوالات وجوابات کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

سوال: گیارہویں بدعت ہے اِس لئے کہ یہ حضور ﷺ سے لیکر خیر القُرون کے بعد تک بھی کسی نے نہیں کی؟

جواب: مخالفین کا یہ سوال بہت پرانا اور ہر جائی(آوارہ گردی) ہے کہ ہر مسئلہ حق اَہلسنّت کو اِس بدعت پر ڈھالینگے حالانکہ خود بدعت کا مفہوم غلط سمجھے ہوئے ہیں اِس لئے اُنہیں حق بات باطل نظر آتی ہے۔بدعت کی صحیح تعریف وہی ہے جو حضور سرورِ عالم ﷺ نے خود بتائی ہے وہ یہ کہ ''من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد'' ہر وہ اَمر جو ہمارے اَمرِ اِسلام سے نہیں وہ مَردود ہے۔[52]

فائدہ: فی امرنا کے بعد ''ما لیس منه'' کی قید اِسی لئے ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں بلکہ وہ بدعت ہے جو دینِ اِسلام میں اُصول کے خلاف ہو۔چنانچہ مخالفین کے ایک مُعتَمَد علیہ(بااعتماد شخص) نے یہی لکھا ہے۔[53]

اُردو مشکوٰۃ شریف میں نواب قطب الدین صاحب نے یہی لکھا ہے کہ لفظ ما لیس منه میں اِشارہ ہے اُس کی طرف نکالنا اُس چیز کا کہ مخالف کتاب اور سنّت کے نہ ہو بُری نہیں۔[54]

سیرتِ حلبی میں لکھا ہے:

'' ما أحدث وخالف كتابا أو سنة أو إجماعا أو أثرا فهو البدعة الضلالة، وما أحدث من الخير ولم يخالف شيئا من ذلك فهو البدعة المحمودة۔''[55]

ترجمہ: جو چیز کہ نئی پیدا ہوئی اور مخالف ہوئی کتاب اور سنّت اور اِجماع اور اثر کے پس وہ بدعتِ ضَلالَت ہے اور جو نئی چیز پیدا ہوئی خَیر(اچھائی) سے اور نہیں مخالف ہے اُن سے۔پس وہ بدعتِ محمودہ(اچھی بدعت) ہے۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ بدعتِ ضَلالَت وہ ہے جو قُرونِ ثَلٰثہ کے بعد نکلے اور جو قُرونِ ثلٰثہ کے اندر نکلے وہ سنّت ہے اور دلیل میں اُس حدیث کو پیش کرتے ہیں؟

جواب: یہ قَول جُمہور اَہلسنّت کے خلاف ہے جُمہور کا قَول وہی ہے جو ہم نے اُوپر بیان کیا۔دوسرے جس حدیث سے یہ اِستدلال کیا ہے اُس حدیث میں کوئی بھی ایسا لفظ نہیں جس کے یہ معنی ہوں کہ جو چیز اُن زمانوں میں نکلے وہ سنّت ہے اور جو بعد میں نکلے وہ بدعتِ ضَلالَت ہے اِس حدیث کے صرف یہ معنی ہیں کہ

---

[52]) صحيح مسلم ،كتاب الأقضية،باب نقض الأحكام الباطلة، ورد محدثات الأمور ، ۱۳۴۳/۳ ، الحديث ۱۷۱۸ ، مطبوعه دار إحياء التراث العربي بيروت

[53]) شرح مشكاة للطيبى ، ۶۰۳/۲ ، مطبوعه كتبة نزار مصطفى الباز مكة المكرمة الرياض الطبعة: الأولى ۱۴۱۷ھ ء

[54]) شرح مشکاۃ اردو، باب ،کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑنا ۸۱ ، مطبوعہ ادارۃ الاشاعت اردو بازار کراچی ، طباعت

[55]) السيرة الحلبية، باب: تسميته صلى الله عليه وسلم محمدا وأحمدا ۸۱ ، مطبوعه دار الكتب العلمية ،بيروت، الطبعة: الثانية ھ

بہتر فرقوں کا میر اقرن ہے اور پھر اُس کے بعد کا پھر اُس کے بعد کا۔ پس اِس حدیث سے تو صرف خیریّت اور فضیلت اُن تین قرنوں کی ثابت ہوئی نہ اَحداث اور بِدعَت۔ اُس میں کوئی بھی لفظ اِس معنی پر دال نہیں اور اگر یہی معنی اس حدیث کے ہیں اور اس سے یہی قاعدہ کُلیّہ مُستَنبَط ہوتا ہے تو مذہبِ خُروج اور رافضی اور اِرجاو غیرہ کہ جن کا حُدوث (ظہور) خَیر القُرون میں ہوا سنّت ہونے چاہئیں حالانکہ یہ سب کے نزدیک بِدعَتِ ضَلالَت ہیں۔ چاروں مذہب میں ایک مذہب کی تقلید کہ جو ۴۰۰ھ کے بعد نکلی اور زبان سے نیّت ۵۰۰ھ کے بعد پیدا ہوئی اِس قاعدہ کے موافق بِدعَتِ ضَلالَت ہونی چاہئیں حالانکہ یہ سب باتیں قرونِ ثلٰثہ کے بعد نکلی ہوئی واجب اور مُستحب ہیں۔ اِسی طرح اور بہت باتیں ہیں کہ جو بعد قُرونِ ثلٰثہ کے نکلیں اور سب شروع ہوئیں جیسے بِنائے رَباطات (مسافر خانے) وَمدارس واِعرابِ قرآن اور تدْوِینِ (جمع و ترتیب) کُتُبِ اُصول وفقہ جن کی تفصیل فقیر نے تحقیق البدعۃ میں کی ہے۔ اِس سے ثابت ہوا کہ جو عمل کتاب اور سنّت اور اِجماع کے مخالف نہ ہو وہ بِدعَتِ حَسنہ ہے۔

فائدہ: بِدعَت کا سیئہ یا حَسنہ ہونا مَوقوفِ زمانہ نہیں ہے بلکہ کتاب اور سنّت اور اِجماع کی مخالَفت اور عدمِ مخالَفت پر ہے جو نئی چیز کہ مخالف کتاب اور سنّت اور اِجماع کی ہو خواہ کسی زمانے میں ہو وہ بِدعَتِ ضَلالَت ہے اور جو نئی چیز کہ مخالف کتاب اور سنّت اور اِجماع کے نہ ہو خواہ کسی زمانہ میں ہو وہ بِدعَت حَسنہ ہے چنانچہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا:

"من سن في الاِسلام سنة حسنة، فعمل بها بعده، كتب له مثل أجر من عمل بها، ولا ينقص من أجورهم شيء"

ترجمہ: جس نے اِسلام کے اندر نیک طریقہ نکالا پس اُس کے ساتھ عمل کیا گیا پیچھے اُس کے لکھا جائیگا اُس شخص کے لئے مثل اَجر اُن لوگوں کے جنہوں نے اُس پر عمل کیا اور اُن کے اَجروں میں سے کچھ نقصان نہ کیا جائے گا۔[56]

اِس حدیث میں بِدعَتِ حَسنہ نکالنے والوں کے لئے وعدۂ ثواب رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا اور ثواب بھی کیسا کہ جب وہ آدمی کہ جس نے بِدعَتِ حَسنہ نکالی مرجائے اور اُس کے بعد خَلقُ اللہ (مخلوقِ خدا) اُس بِدعَتِ حَسنہ پر عمل کرے تو بعدِ موت بھی اُن سب کے برابر بغیر نقصان اُن کے اُجر کے اُس کو ثواب پہنچتا رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ عُلمائے شریعت نے بعدِ رسول اللہ ﷺ کے طرح طرح کے اُصول اور قواعِد واسطے تہذیبِ علمِ ظاہری کے اِیجاد کئے اور اَولیاء طریقت نے قِسم قِسم کے مُجاہدات اور اَشغال (اوراد و وظائف) بعدِ قُرونِ ثلٰثہ تزکیہ اور تَصفِیہ قَلب (نفس کو عیوب سے پاک وصاف کرنے) کے لئے پیدا کئے۔

فائدہ: حدیث شریف میں مِن عُموم کے لئے ہے اِس سے نہ وقت کی پابندی کی ہے نہ اَشخاص کی۔ چنانچہ علّامہ شامی نے بھی ردالمختار کے اندر لکھا ہے کہ یہ حدیث قواعدِ اِسلام سے ہے۔ قواعدِ اِسلام وہ ہی شئے ہو سکتی ہے جو قیامت تک کام آسکے اِسی لئے ہر دور میں اُصول کو مدِّ نظر رکھ کر مَسائِل مُستَنبَط (اخذ) کئے گئے۔[57]

سوال: صحیح حدیث میں وارِد ہے کہ " وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ "کُل (ہر) بِدعَت ضَلالَت (گمراہی) ہے اور کُل ضَلالَت (ہر گمراہی) دوزخ ہے۔[58] تو بَمُوجبِ اِس فرمانِ نبوی ﷺ کے کُل (ہر) بِدعَت گمراہی ہوئی کیونکہ اُس میں حَسنہ اور سَیّئہ کی قید نہیں۔ (وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ)

جواب 1: اِس حدیث شریف میں جو لفظِ کُل ہے وہ اِستِغراقی نہیں ہے بلکہ یہ کُل عام مَخصوصُ لبَعض ہے کیونکہ جب آپ اَحداث کو مالیس منه کے ساتھ مُقیَّد (مشروط) فرما چکے ہیں تو اب جس قدر حدیثیں بِدعَت کی منع میں ہوں گی وہ سب اَحداثِ مخالف شریعت کی طرف راجع ہونگی نہ اَحداثِ مُوافِق شریعت کی طرف۔[59]

---

[56]) صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة أو سيئة ومن دعا إلى هدى أو ضلالة، ۲۰۵۹/۴، الحديث ۱۰۱۷، مطبوعه دار إحياء التراث العربي بيروت

[57]) رد المحتار، مقدمة، ۵۸/۱، مطبوعه دار الفكر بيروت الطبعة: الثانية [illegible]ھ ء

[58]) سنن النسائي، كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ، كَيْفَ الْخُطْبَةُ،، ۱۸۸/۳، الحديث ۱۵۷۸، مطبوعه مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة: الثانية [illegible]ھ ء

[59]) مرقاة المفاتيح، كِتَابُ الْإِيمَانِ، بَابُ الِاعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، ۲۲۴/۱، تحت الحديث ۱۴۱، مطبوعه دار الفكر، بيروت لبنان الطبعة: الأولى [illegible]ھ ء

جواب2: اُصول کا مسئلہ ہے کہ جب کوئی حکم کسی اَمرِ مُقَیَّد پر ہوتا ہے تو وہ حکم قید کی طرف راجع ہو گا۔ پس اِس حدیثِ دوسری میں کہ جو ہم نے اُوپر بیان کی ہے **فهو رد** کے حکم میں ہے یہ اصل اَحداث پر راجع نہیں ہو گا بلکہ اُس کی قید پر جو **ما ليس منه** ہے راجع ہو گا۔

پس دونوں حدیثوں کے ملانے سے یہ معنی پیدا ہوں گے کُل بِدعَت جو مخالفِ کتاب و سنّت ہے وہ گمراہی ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: ''اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیۡرِ اللّٰهِ''[٦٠] (**ترجمه:** تم پر حرام ہے مُردار اور وہ جو غیر اللہ کے نام پر پکارے جائیں) چونکہ گیارہویں پر غیرُ اللہ یعنی غوث الاَعْظَم رضی اللہ عنہ کا نام لیا جاتا ہے لہٰذا حرام ہے۔

جواب1: یہ قاعدہ عام رکھا جائے کہ جس پر غیرُ اللہ کا نام آجائے وہ حرام ہے تو پھر دنیا میں کوئی ایسی شَے نہیں جس پر غیرُ اللہ کا نام نہ آتا ہو کوئی مکان کو دیکھ کر پوچھے یہ کس کا ہے؟ تو جواب ملے گا فلاں صاحب کا، یہ زمین کس کی ہے؟ فلاں صاحب کی۔ یہاں تک کہ مَساجد باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ہیں لیکن اُن پر بھی جب تک غیرُ اللہ کا نام نہیں آتا پہچانی نہیں جاتیں مثلاً بادشاہی مسجد، مسجد وزیر خان، مسجد الصّادق وغیرہ معلوم ہوا کہ یہاں پکارے جانے کا مطلب کچھ اور ہے۔

جواب2: یہ آیت قرآن مجید میں چار مقام پر آئی ہے۔

(1) حُرِّمَتۡ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحۡمُ الۡخِنۡزِیۡرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰهِ بِهٖ[٦١]

(2) اَوۡ فِسۡقًا اُهِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰهِ بِهٖ[٦٢]

(3) وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیۡرِ اللّٰهِ[٦٣]

(4) اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰهِ[٦٤]

منشورِاَہلسنّت:

اَہلسنّت کا قدیم (ایک عرصہ دراز) سے طریقہ چلا آرہا ہے کہ وہ قرآن کا مطلب اَز خود نہیں گھڑتے بلکہ وہ اَسلافِ صالحین کی ترجُمانی کرتے ہیں چنانچہ آیات مندرجہ بالا کا مطلب بھی مُفسّرین سے پوچھنا ہے وہ لکھتے ہیں:

(1) وقوله تعالى: {وَمَآ أُهِلَّ لِغَيۡرِ الله} أى ما ذكر عليه غير اسم الله/ وهو ما كان يذبح لأجل الأصنام.[٦٥]

''مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیۡرِ اللّٰهِ یعنی وہ جس پر غیر نامِ خدا ذکر کیا گیا یہ وہ جانور ہے جو بتوں کے لئے ذبح کیا جاتا تھا۔''

فائده: یہ وہ معنی ہے اِمام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا جن کی تفسیر دانی قاضی بیضاوی سے فَوقیّت رکھتی ہے۔

{وَمَآ أُهِلَّ بِهِ لِغَيۡرِ الله} أَيۡ ذُبِحَ عَلَى اسۡمِ غَيۡرِه وَالۡإِهۡلَال رَفۡع الصَّوۡت وَكَانُوا يَرۡفَعُونَهُ عِنۡد الذَّبۡح لِآلِهَتِهِمۡ

---

[٦٠]) البقرة ۱۷۳ **ترجمه:** اور وہ جانور جس کے ذبح کے وقت غیرُ اللہ کا نام پکارا گیا ہو

[٦١]) المائدة ۳ **ترجمه:** جس کے ذبح کے وقت غیرُ اللہ کا نام بلند کیا گیا

[٦٢]) الانعام ۱۴۵ **ترجمه:** یا وہ نافرمانی کا جانور ہو جس کے ذبح میں غیرُ اللہ کا نام پکارا گیا ہو

[٦٣]) البقرة ۱۷۳ **ترجمه:** اور وہ جانور جس کے ذبح کے وقت غیرُ اللہ کا نام پکارا گیا ہو

[٦٤]) النحل ۱۱۵ **ترجمه:** تم پر تو یہی حرام کیا ہے مُردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام پکارا

[٦٥]) بصائر ذوي التمييز في لطائف الكتاب العزيز للفيروز آبادي. الباب الثامن والعشرون فى الكلم المفتتحة بحرف الهاء، بصيرة فى هلال ٢٥، المجلس الأعلى للشئون الإسلامية لجنة إحياء التراث الإسلامي، القاهرة ١٤١٢ هـ م

”وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی جو غیرُاللہ کے نام پر ذبح کیا گیا اور اَہلال کے معنی آواز بلند کرنا ہیں اور مُشرِکین اپنے مَعبودوں کے لئے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کرتے تھے۔[٦٦]

فائدہ: یہ ترجمہ اُس جلالین کا ہے جسے ہم اور مخالفین پڑھ پڑھا کر عُلَماء بنتے بناتے ہیں۔

أي ذبح للأصنام فذكر عليه غير اسم الله وأصل الإهلال رفع الصوت أي رفع به الصوت للصنم وذلك قول أهل الجاهلية باسم اللات والعزى[٦٧] (تفسیر مدارک تحت آیت پ2)

یعنی جو بتوں کے لئے ذبح کیا گیا اُس پر غیر نامِ خدا ذکر کیا گیا اور اصل میں اَہلال آواز بلند کرنا ہے یعنی اُس کے ساتھ بُت کے لئے آواز بلند کی گئی اور یہ اَہلِ جاہلیت کا بنام لات وعُزّیٰ مُشرِکین بُتوں کے نام ہیں اُن کے لئے جو جانور قربانی کرتے تھے اُس کو بنام لات وعُزّیٰ کہہ کر ذبح کرتے تھے۔

فائدہ: اِس طرح ہر مُفَسّر لکھتا ہے، بغوی میں ہے:

ما أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ، أَيْ: مَا ذُبِحَ لِلْأَصْنَامِ وَالطَّوَاغِيتِ، وَأَصْلُ الْإِهْلَالِ رَفْعُ الصَّوْتِ [لأن المشركين كانوا إذا ذبحوا لآلهتهم شيئًا][٦٨]

”وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی جو بُتوں اور باطل مَعبودوں کے ذبح کیا گیا۔ اَہلال اصل میں آواز بلند کرنا ہے اور یہ بات مُشرِکین اپنے معبودوں کے ذکر کے ساتھ آوازیں بلند کرتے تھے جس وقت کہ اُن کے لئے ذبح کرتے تھے۔

اور تفسیر ابوالسعود میں ہے: {وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ الله} أي رافع به الصوتُ عند ذبحه للصنم[٦٩]

”وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی وہ چیز جس کو بُت کے لئے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کی گئی ہو۔“

اور تفسیر کبیر میں ہے:

فَمَعْنَى قَوْلِهِ: وَما أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ يَعْنِي مَا ذُبِحَ لِلْأَصْنَامِ، وَهُوَ قَول مُجَاهِدٍ، وَالضَّحَّاكُ وَقَتَادَةُ، وَقَالَ الرَّبِيعُ بْنُ أَنَسٍ وَابْنُ زَيْدٍ: يَعْنِي مَا ذُكِرَ عَلَيْهِ غَيْرُ اسْمِ اللَّهِ، وَهَذَا الْقَول أَوْلَى، لِأَنَّهُ أَشَدُّ مُطَابَقَةً لِلَّفْظِ

”مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے معنی یہ ہیں کہ جو بُتوں کے لئے ذبح کیا گیا ہو۔ یہ قَول مجاہد وضحاک وقتادہ کا ہے، رَبیع بن انس اور اِبنِ زید نے کہا یعنی وہ جس پر غیر نامِ خدا ذکر کیا گیا ہو اور یہ قَول اَولیٰ ہے کیونکہ اس میں مُطابقتِ لفظی زیادہ ہے۔[٧٠]

اِن تمام تَفاسیر مُعتَبرہ سے ثابت ہوا کہ وقتِ ذبح جس جانور پر غیر خدا کا نام ذکر کیا جائے اُس کا کھانا حرام ہے جیسا کہ مُشرِکینِ عرب بُتوں کی قربانی کے جانوروں کو ان کے ناموں پر ذبح کرتے تھے تو جس جانور پر وقتِ ذبح غیر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو اگرچہ عمر بھر اُس کو غیر خدا کے نام سے پکارا ہو مثلاً یہ کہا ہو زید کی گائے، قربانی کا دُنبہ، عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کی بھیڑ مگر ذبح بِسمِ اللہ اللہ اَکبر سے کیا گیا ہو۔ اللہ کے سوا کسی اور کا نام نہ لیا گیا ہو تو وہ حلال وطیّب ہے مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل نہیں۔

[٦٦]) تفسیر جلالین، سورۃ البقرۃ تحت آیت ١٧٣، ١/٣٥، مطبوعہ دار الحدیث القاھرہ

[٦٧]) مدارک التنزیل وحقائق التأویل سورۃ البقرۃ تحت آیت ١٧٣، ١/١٥١، مطبوعہ دار الکلم الطیب، بیروت، الطبعة: الأولی ١٩ ھ ء

[٦٨]) تفسیر البغوی، سورۃ البقرۃ تحت آیت ١٧٣/١ ٢، مطبوعہ دار إحیاء التراث العربي، بیروت الطبعة: الأولی ٢ ھ

[٦٩]) تفسیر ابی سعود، سورۃ البقرۃ تحت آیت ١٧٣/١ ٩، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت

[٧٠]) تفسیر کبیر، سورۃ البقرۃ تحت آیت ١٧٣/٥ ٢، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الثالثة ٢ ھ ء

”وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ“[71](پارہ8،رکوع1)

ترجمہ: ”اور اُسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا اور یہ بے شک حکم عُدولی ہے۔“

تو جس پر اللہ کا نام لیا گیا اور وہ نامِ خدا پر ذبح کیا گیا ہو اُس کو کون حرام کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ“[72]

ترجمہ: ”پس کھاؤ اُس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔“

اُس کے بعد کی آیت میں اِرشاد فرمایا: ”وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَأْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ“[73]

ترجمہ: ”اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا۔

اُس کی تفسیر میں مُلّا جیون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”وما اهل به لغير الله معناه ما ذبح ابا سم غير الله مثل لات وعزىٰ واسماء الاَنبياء وغير ذالك فان افرد به اسم غير الله او ذكر معه اسم الله عطفا بان يقول باسم الله ومحمد رسول الله بالجر حرم الذبيحة وان ذكر معه موصولا لا معطوفا بان يقول باسم الله محمد رسول الله كره ولا يحرم وان ذكر مفضولا بان يقول قبل التسمية وقبل ان يضجع الذبيحة او بعده لا باس به هكذا فى الهداية ومن ههنا علم ان البقرة المنذورة للاولياء كما هو الرسم فى زماننا حلال طيب لانه لم يذكر اسم غير الله عليها وقت ذبح وان كانو اينذرونها لهم۔“[74]

”مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے معنی یہ ہیں کہ غیرِ خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو مثلاً لات وعُزّیٰ وغیرہ بُتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو یا اَنبیاء علیہم السلام کے نام پر ذبح کیا گیا ہو تو اگر تنہا غیرِ خدا کے نام پر ذبح کیا گیا یا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ عَطف کر کے دوسرے کا نام ذکر کیا اِس طرح بِاسْمِ اللّٰهِ وَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه کہا لفظ محمد کے جَر یعنی زیر کے ساتھ عَطف کر کے تو ذَبیحہ (ذبح کردہ جانور) حرام ہے اور اگر نامِ خدا کے ساتھ ملا کر دوسرے کا نام بغیر عَطف کے ذکر کیا مثلاً یہ کہا بِاسْمِ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه تو مکروہ ہے حرام نہیں اور اگر غیرِ خدا کا نام جدا ذکر کیا اِس طرح کہ باسم اللہ کہنے سے پہلے اور جانور کو لٹانے سے قبل یا اُس کے بغیر غیر کا نام لیا تو اِس میں کچھ مُضائقہ (خرابی) نہیں۔ ایسا ہی ہدایہ میں ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ جو گائے اَولیاء کے نذر کی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے وہ حلال طیّب ہے اِس لئے کہ اُس پر وقتِ ذبح غیرِ خدا کا نام نہیں لیا گیا اگرچہ اُن کے لئے نذر کرتے ہوں۔

اِن عبارات سے روزِ روشن کی طرح معلوم ہو گیا کہ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ سے اُس ذبیحہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے جس کو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور وقتِ ذبح غیرِ خدا کا نام پکارا گیا ورنہ پہلے اور بعد کو ہزار بار ہم کسی کا بھی نام لیں وہ شے حرام نہ ہو گی۔

وضاحتی نوٹ:

مسلمان ہِندو پڑوسی ہوں دونوں بکرے خریدیں مسلمان بکرے پر اللہ کا نام لیتا رہا ہِندو بُت کا لیکن ذبح کے وقت ہِندو کے قَصّاب (قصائی) نے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرْ کہہ کر ذبح کیا مسلمان کے قَصّاب (قصائی) نے ہِندو کا سمجھ کر بُت کا نام لیا مثلاً ”بِسْمِ اللات وَالْعَزىٰ“ ایمان سے بولئے اُن میں سے حلال

[71]) الانعام: ۱۲۱

[72]) الانعام: ۱۱۸

[73]) الانعام: ۱۱۹

[74]) تفسیراتِ احمدیہ، سورۃ البقرہ، تحت آیت ۱۷۳، ص40، مکتبہ حقانیہ، محلہ جنگی پشاور

طیّب کون سا بکرا ہو گا وہی نا جس پر بِسۡمِ اللّٰہ پڑھی گئی حالانکہ اُس پر پہلے بُت کا نام لیا گیا دوسرا حرام ہے اِس لئے کہ ذبح کے وقت بُت کا نام آیا اگرچہ اُس سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا۔

ہم نے گیارہویں کا بکرا یا شیرینی پر غوثِ اَعۡظَم رضی اللہ عنہ کا نام لیا بقَول مخالفین ناجائز سہی لیکن بکرے کو ذبح کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اور شیرینی پر قرآن پڑھا تو بقانونِ مذکور حرام کیوں؟ یہ صرف ضد نہیں تو اور کیا ہے؟

تمّت الرسالة هٰذه فی سنةاحدی عشر بعد اربعة ماة بعد الالف من هجرة صاحب الكرامة والشرف انی خمس جمادی الاولیٰ

الحمد لله علی ذلک وصلی الله علیٰ حبیبه الكريم وعلیٰ آله واصحابه اجمعين

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غُفِرَلَہ